مسلسل اشاعت کے ۴۸ سال

ماہنامہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

لولاک

ملتان

شمارہ: ۷ جلد: ۱۴

رجب المرجب ۱۴۳۱ھ جولائی 2010

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم

معراج النبی ﷺ

صاحب النبی ﷺ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

میرکاروان کی رحلت

قادیانی مراکز پر حملہ

ایک اور وزیر قادیانی

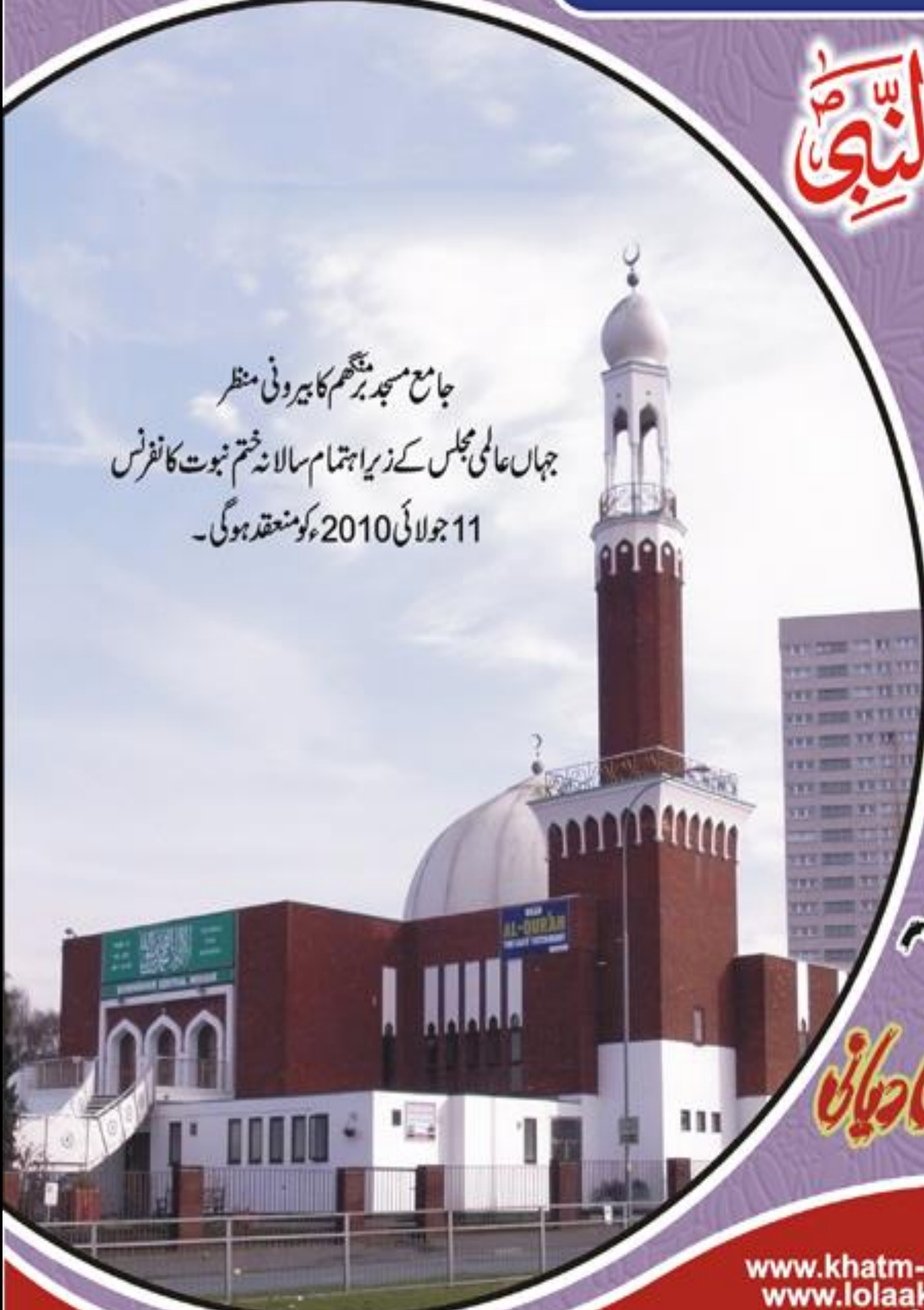

جامع مسجد برمنگھم کا بیرونی منظر
جہاں عالمی مجلس کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس
11 جولائی 2010ء کو منعقد ہوگی۔

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: 7 ○ جلد: ۱۴

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ	فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ	پیر جی حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ	حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ • ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تکمیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

قادیانی مراکز پر حملہ	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

معراج النبی ﷺ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	7
صاحب النبی......حضرت صدیق اکبرؓ	شاہ مصباح الدین شکیل	11
میر کارواں کی رحلتؒ	مولانا اللہ وسایا	16
حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ......علماء ومشائخ کی نظر میں	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	40
اخبارات کا خراج تحسین	ادارہ	44
خانقاہ سراجیہ کے معمولات	مولانا محمد علی صدیقی	47

رد قادیانیت

ایک اور مرزا قادیانی	مولانا اللہ وسایا	50

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

قادیانی مراکز پر حملہ!

۲۸/مئی ۲۰۱۰ء جمعہ کے روز ایک بج کر چالیس منٹ پر لاہور گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن جے بلاک میں قادیانی مراکز پر حملہ ہوا۔ اس میں ایک سو کے لگ بھگ جانوں کا ضیاع ہوا۔ فائرنگ، ہینڈ گرینڈ اور قبضہ کے لئے پولیس آپریشن کے دوران فائرنگ سے یہ ہلاکتیں ہوئیں۔ پہلے روز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پالیسی بیان جاری کیا کہ: ''اس واقعہ کے پس پردہ تحفظ ناموس رسالت قانون اور قادیانیت سے متعلق قانونی دفعات کو ختم کرنے کی چال تو نہیں چلی جارہی؟۔ اس کے ساتھ ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مطالبہ کیا کہ جو ملزم زندہ گرفتار ہوئے ان سے غیر جانبدارانہ تفتیش کر کے اس سازش کا کھوج لگایا جائے اور ملزمان کو قانون کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔'' اس وقوعہ کو آج چار روز ہو گئے ہیں۔ اس وقت تک کی جو صورت حال ہے اس سے یہ نکات سامنے آئے ہیں:

۱...... دونوں قادیانی مراکز پر ایک ہی وقت میں حملہ کیا گیا۔

۲...... ماڈل ٹاؤن میں ایک زخمی اور ایک صحیح سلامت یعنی دو حملہ آور گرفتار کر لئے گئے۔

۳...... گڑھی شاہو میں تین نوجوانوں نے فائرنگ کی۔ تینوں حملہ آوروں کے سر ل گئے۔

۴...... کمشنر لاہور نے کہا کہ اس میں را ملوث ہے اور دہشت گردی کی یہ کاروائی یوم تکبیر کے خلاف تھی۔

۵...... انٹیلی جنس حکام نے کہا کہ افغان، اسرائیل، امریکہ اور بھارتی ایجنسیاں اس میں ملوث ہیں۔

۶...... تحریک طالبان پنجاب نے ذمہ داری قبول کر لی۔

۷...... حملوں کا مقصد عالمی سطح پر پاکستان کے وقار کو متاثر کرنا ہے۔

۸...... قادیانیوں پر حملے ن لیگ کے طالبان سے رابطوں کا نتیجہ ہیں۔ (گورنر سلمان تاثیر)

۹...... گرفتار دہشت گردوں نے کہا کہ ہمیں وزیرستان سے بدر منصور نے لاہور بھیجا۔

۱۰...... حملے قابل مذمت ہیں۔ امریکہ و یورپی یونین۔

۱۱...... قادیانی عبادت گاہوں پر حملہ کے حوالہ سے حکومت کو پہلے سے آگاہی حاصل تھی۔ حساس اداروں نے خطوط کے ذریعہ قادیانی عبادت گاہوں اور قبرستانوں پر حملوں کا خدشہ ظاہر کیا تھا۔

۱۲...... حکومت پنجاب کو حملوں کے بارے میں پیشگی بتادیا تھا۔ (رحمن ملک)

۱۳...... بھارتی ویب سائیٹ ون انڈیا ڈاٹ کام کے دعویٰ کے مطابق لاہور میں قادیانی مراکز پر حملہ اترپردیش کی ایک تنظیم نے ذمہ داری قبول کر لی۔

۱۴...... گرفتار دہشت گردوں نے کہا کہ نوروز سے ہم لاہور تھے۔ عامر نے ہمارے کھانے پینے کا اہتمام کیا۔

۱۵...... دہشت گردوں کے خلاف کریک ڈاؤن۔ ساڑھے چار سو افراد گرفتار۔

۱۶...... ماسٹر مائنڈ رانا عرف حفیظ کا کہنا ہے کہ ہم نوروز سے قبل لاہور آئے۔

۱۷...... واقعات میں غیر ملکی ہاتھ بے نقاب کیا جائے۔ (مولانا سلیم اللہ خان)

۱۸...... حکومت غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائے۔ حقیقت کھل جائے گی۔ (مولانا فضل الرحمٰن)

۱۹...... ٹھوس ثبوت کے بغیر غیر ملکی ایجنسی کے ملوث ہونے کا نہیں کہہ سکتے۔ (رحمٰن ملک)

۲۰...... سانحہ لاہور میں جیش محمد اور لشکر جھنگوی ملوث ہے۔ (رحمٰن ملک)

صورت حال

۲۸ مئی کو وقوعہ ہوا۔ ۲۹، ۳۰ مئی کے اخبارات کی فقط بیس سرخیوں کی تلخیص آپ کے سامنے نقل کی ہے۔

آج ۳۱ مئی کے اخبارات میں ہے:

۱...... چھپے دہشت گرد سامنے آ گئے۔ جنوبی پنجاب میں بھی آپریشن ہوگا۔ (رحمٰن ملک)

۲...... لاہور حملے، شمالی وزیرستان پاکستان کے لئے خطرہ بن رہا ہے۔ امریکی مطالبہ کے باوجود پاکستان شمالی وزیرستان میں کاروائی کا ارادہ نہیں رکھتا۔ (برطانوی رپورٹ)

۳...... لاہور واقعہ کے بعد فوجی قیادت کا شمالی وزیرستان میں آپریشن کرنے پر غور۔

آج کی اخبارات کی ان تین سرخیوں پر غور کیا جائے تو جو صورت حال سامنے نظر آتی ہے۔ اسے روزنامہ نوائے وقت کے کالم نویس معروف دانشور جناب سعید آسی نے یوں بیان کیا ہے:

''اب تو کسی دوسری رائے کی گنجائش ہی نظر نہیں آتی۔ ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کی دہشت گردی کے ملزمان نے دوران تفتیش جو انکشافات کئے ہیں۔ ان کی کڑیاں آپس میں ملاتے جائیں تو کھرا سیدھا بھارتی ایجنسی ''را'' کے ہیڈ کوارٹر تک جا پہنچے گا۔ یقیناً انہی ٹھوس شہادتوں کی بنیاد پر ہی کمشنر لاہور ڈویژن خسرو پرویز کو دہشت گردی کے ان گھناؤنے واقعات میں بھارت کے ملوث ہونے کی گواہی دینے میں آسانی ہوئی ہے اور جب انتظامیہ کا ایک ذمہ دار افسر ایسی گواہی دے رہا ہو تو وزیر داخلہ رحمان ملک کو بھارت کے ملوث ہونے کے بارے میں کسی شک وشبہ کا اظہار کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہونی چاہئے تھی۔

اس خطہ میں دہشت گردی اور خودکش حملوں کے بعد اب تک کے سارے واقعات کا جائزہ لیں تو بھی ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کے واقعات کے پس منظر کی بخوبی سمجھ آ جاتی ہے۔ اس سے قبل مسلمانوں کے کم وبیش ہر فرقے کے لوگ دہشت گردی اور خودکش حملوں کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں اور ایسے کم وبیش ہر واقعہ کا پس منظر پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لئے عالمی برادری کے ممکنہ ردعمل کا جائزہ لیتا ہی نظر آتا ہے۔ جب اس مقصد میں بھارت کو نتیجہ خیز کامیابی نہ ملی تو اس کی ایجنسی ''را'' نے قادیانیوں کو نشانہ بنانے کا ارادہ باندھا ہوگا۔ یہ جائزہ لے کر پاکستان کی اس اقلیت کی تنظیمی جڑیں بالخصوص امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، فرانس میں زیادہ مضبوط ہیں اور زیادہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اس لئے جب اس

اقلیت کے لوگ دہشت گردی کا نشانہ بنیں گے تو متذکرہ ممالک کی جانب سے پاکستان پر دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر بالخصوص جہادی تنظیموں کے خلاف آپریشن کرنے کے لئے دباؤ زیادہ بڑھے گا اور زیادہ مؤثر رہے گا اور جہاد تنظیمیں صرف اس لئے بھارت کے ہدف پر ہیں کہ وہ کشمیر میں بھارتی افواج کو نکیل ڈالے رکھتی ہیں اور کشمیر کو مکمل ہڑپ کرنے کی اس کی مذموم منصوبہ بندی میں حائل ہیں۔ پھر اس دہشت گردی کے لئے عین ممکن اس وقت کا انتخاب کیا گیا۔ جب امریکی صدر اوباما مبینہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں نئی امریکی پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے اسلام کے فلسفۂ جہاد کی حقانیت اور افادیت کو تسلیم کر چکے تھے اور دہشت گردی کے خاتمہ کی جنگ کی اصطلاح ختم کرنے کا اعلان کر چکے تھے۔ لازمی طور پر بھارتی ہندو بنیاؤں کو یہ گمان گذرا ہوگا کہ اب وہ جہاد کشمیر کو دہشت گردی تسلیم کرانے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ اس لئے انہوں نے کشمیر کی ایک جہادی تنظیم کے نام پر پاکستان کو اس اقلیت کے خلاف دہشت گردی کا اپنی ایجنسی ''را'' کو ٹارگٹ دیا ہوگا۔ جس کی بالخصوص امریکہ میں آواز زیادہ سنی جاتی ہے۔

ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو دہشت گردی کے دونوں واقعات میں گرفتار ہونے والے ملزمان نے جو بیانات دیئے ہیں اس کی روشنی میں یہ واقعات کفر اور اسلام کی جنگ میں کسی عقیدے کے پس منظر میں رونما ہوتے ہرگز نظر نہیں آتے۔ بلکہ یہ سیدھی سیدھی مفاد پرستانہ دہشت گردی ہے۔ جس میں ملزمان پیسے کے لالچ میں استعمال ہوئے۔ ممکن ہے انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس کے خلاف ہو رہے ہیں۔ انہیں ایک ٹارگٹ دے دیا گیا ہوگا اور مقام بتادیا گیا ہوگا۔ جہاں انہوں نے منصوبہ بندی کے عین مطابق پہنچ کر واردات ڈالی اور ناپختہ ہونے کی وجہ سے قابو آگئے۔ اگر وہ کسی عقیدے کی بنیاد پر یا فوجی آپریشن اور کسی ڈرون حملے کے ردعمل میں خودکش دھماکہ کرنے آئے ہوتے تو ان کا زندہ پکڑے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ ایسے لوگ تو نیت ہی مرنے کی باندھ کر آتے ہیں۔

ماڈل ٹاؤن کی واردات میں پکڑے گئے دہشت گرد کا بیان بھی اس گھناؤنی واردات کے پس پردہ سازش کی چغلی کھا رہا ہے۔ جس کے بقول وہ ۹ روز قبل لاہور آئے تھے اور رائے ونڈ میں پہلے سے حاصل شدہ جگہ پر قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت ان کے پاس کوئی اسلحہ بارود اور کوئی خودکش جیکٹ موجود نہیں تھی۔ نہ ہی انہیں ایک دوسرے کے بارے میں علم تھا کہ کس نے کون سے واردات پر جانا ہے۔ وقوعہ کے روز انہیں ماڈل ٹاؤن بلایا گیا اور وہیں پر انہیں اسلحہ بارود، خودکش جیکٹس، کھانے پینے کا سامان اور موٹر سائیکلیں فراہم کی گئیں اور اپنے اپنے مشن پر روانہ کر دیا گیا۔ انہیں یہ تک معلوم نہیں کہ انہیں دہشت گردی کا سامان فراہم کرنے والے کون لوگ تھے۔ اگر وہ فی الواقع کسی عقیدے کی بنیاد پر یا ردعمل میں یہ وارداتیں ڈالتے ہوتے تو ایک دوسرے سے شناسا ہی نہیں۔ ایک دوسرے کے مشن سے بھی باخبر ہوتے۔ مگر دونوں وارداتوں کے ملزمان کا تو تعارف ہی ایک دوسرے کے ساتھ ماڈل ٹاؤن میں ہوا تھا اور ان حقائق وشواہد کی بنیاد پر کیا اس دہشت گردی میں بھارت کے ملوث ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

اور پھر ملاحظہ فرمائیے کہ منصوبہ بندی کیسی ہے۔ ادھر واردات ہوئی اور ادھر تحریک طالبان پنجاب سے منسوب بیان میڈیا پر آ گیا کہ یہ ہمارا ہی کام ہے۔ یعنی ایک تیر سے دو شکار۔ ایک تو دہشت گردی کے خاتمہ کے نام پر فوجی آپریشن تیز کرانا اور دوسرے اس آپریشن کو پنجاب تک پھیلانے کے لئے دباؤ ڈلوانا۔ ملزمان نے اپنا ناتا حرکت المجاہدین کے ساتھ جوڑ کر سارا بھانڈا ہی پھوڑ دیا۔ اس تنظیم کا تو پنجاب کے کسی علاقے سے کوئی تعلق واسطہ ہی نہیں بلکہ یہ تنظیم افغانستان اور بھارت میں زیادہ متحرک ہے۔ جب کہ بھارتی ایجنسی ''را'' کی جانب سے دہشت گردوں کو تربیت

دے کر افغانستان کے راستے میں پاکستان میں داخل کیا جاتا ہے۔ جس کے ٹھوس ثبوت بھی ہماری ایجنسیوں کے پاس موجود ہیں۔ اس لئے اب اپنے موذی دشمن کا چہرہ بے نقاب کرنے میں پس وپیش سے ہرگز کام نہ لیا جائے۔ اس نے اپنے ہی ساختہ ممبئی حملوں کے ڈرامے کو ہمارے خلاف استعمال کیا ہے تو ماڈل ٹاؤن اور گڑھی شاہو کے واقعات میں اس کے سازشی ذہن کی تیاری کی گئی گھناؤنی منصوبہ بندی کی کڑیاں بھی تو آپس میں مل رہی ہیں۔ جس کے بعد رحمان ملک اور دوسرے حکومتی اکابرین کو اپنی توپوں کا رخ بھارت کی جانب موڑتے ہوئے کسی جھجک کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہی ہمارا وہ موذی دشمن ہے جو ہمیں چین سے نہیں بیٹھنے دے رہا۔ خدارا اپنے دشمن کو پہچاننے میں کوئی غلطی نہ کریں۔ کیونکہ ایسی غلطی کی سزا پوری قوم کو بھگتنا پڑتی ہے۔'' (روزنامہ نوائے وقت ملتان مورخہ ۳۱ رمئی ۲۰۱۰ء ص ۲)

ان تفصیلات کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت واضح طور پر پختہ یقین رکھتی ہے کہ (الف) پاکستان کو بدنام کرنے۔ (ب) جنوبی پنجاب اور (ج) شمالی وزیرستان میں اپریشن کرانے کے لئے انڈیا وامریکہ نے یہ کھیل کھیلا ہے۔ پاکستان میں امریکہ کے زلہ خوار، دم کٹے امریکی غلام، ان تینوں نے مل کر یہ کھیل کھیلا۔ جن میں قادیانی عوام کو خاک وخون میں غلطیدن کیا گیا۔ تو بظاہر لگتا ہے کہ اس میں ان متذکرہ تین دشمنوں کے ساتھ قادیانی قیادت بھی شریک کار ہے۔ اس لئے کہ باہر کی دنیا سے قادیانیوں کو سیاسی پناہ کے نام پر ملنے والے ویزے بند ہوگئے۔ یہ حادثہ رونما کرا کر قادیانی قیادت اپنے مخلصوں کی نعشوں کے بڑی گراں قیمت پر سودے کرے گی۔ دوبارہ ویزوں اور سیاسی پناہ کے نام پر کاروبار چمکے گا۔ قادیانی قیادت کے وارے نیارے ہوں گے۔ اسلام دشمن قوتیں پاکستان کو بدنام کریں گی۔ امتناع قادیانیت قانون، وتحفظ ناموس رسالت کو ختم کرنے کے لئے دباؤ بڑھے گا۔ وزیرستان وجنوبی پنجاب میں اپریشن ہوگا۔ امریکہ وانڈیا کی مراد پوری ہوگی۔ ان اسلام وملک دشمن قوتوں کی ڈالروں سے جیب، سانپ وبچھوؤں سے قبر بھرے گی۔ باقی رہا ملک، اسلام اور اسلام والے تو ان کے اللہ تعالیٰ محافظ ہیں۔

قادیانی عوام کے اچانک مرنے کا ہمیں دوہرا صدمہ ہے۔ ایک تو یہ ان کی موت سے ملک عزیز کی بدنامی ہوئی اور اس سے بڑھ کر دوسرا اور دھرا صدمہ یہ ہے کہ وہ کفر کی حالت میں مرے۔ اے کاش وہ مسلمان ہو جاتے۔

قارئین! کسی کو صفائی دینے کے لئے نہیں، بلکہ آپ کو گواہ بنانے کے لئے اس حقیقت کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ ہمیشہ دیانت دار ڈاکٹر کو مرض سے دشمنی ہوتی ہے۔ جب کہ مریض اس کی توجہ خاص اور ہمدردی کا مستحق ہوتا ہے۔ ہمیں بھی قادیانیت سے نفرت ہے۔ رہے قادیانی تو ان کے خلاف اگر دن کو تقریر کرتے ہیں۔ رات کو اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ان کی ہدایت کے لئے دعاء بھی کرتے ہیں۔ ہاں اس حقیقت کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب تک قادیانیت کے کفر کا ایک جرثومہ بھی عقائد کے کھیت کو ویران کرنے پر لگا ہوا ہے۔ اس وقت تک قادیانیت سے صلح نہیں ہوسکتی۔ بلکہ یوں کہنا اور سمجھنا آسان ہوگا کہ سانپ اور بچھو سے صلح ہوسکتی ہے۔ قادیانیت ایسے ناسور سے صلح نہیں ہوسکتی۔ قانون کے دائرہ میں، دلائل کی دنیا میں، حقائق کی روشنی میں، دیانت کے اصولوں کی پاسداری کے ساتھ جب تک جان میں جان باقی ہے قادیانیت کے کفر کا تعاقب کیا جائے گا۔ تا آنکہ یہ فتنہ اپنی تمام سروسامانیوں کے ساتھ اس دنیا سے ناپید نہ ہو جائے۔ حق تعالیٰ ہم سب کے حامی وناصر ہوں۔

معراج النبی ﷺ!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۱۰ء نبوی میں آپ ﷺ نے طائف کا سفر کیا۔ جہاں طائف کے سرداروں نے بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ ۱۱ء نبوی میں واقعہ معراج پیش آیا۔ اگرچہ اس میں مختلف اقوال ہیں کہ سفر معراج کس تاریخ کو ہوا۔ مشہور یہ ہے کہ سفر معراج رجب المرجب کی ستائیسویں شب کو ہوا۔ اس سفر کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ الاسراء، المعراج علماء کرام کی اصطلاح میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اسراء اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو معراج کہا جاتا ہے۔ بسا اوقات اوّل سے آخر تک کے سفر کو معراج یا اسراء کہا جاتا ہے۔ سفر معراج کے سلسلہ میں تفصیلات تو احادیث کی کتابوں میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ اپنی چچازاد حضرت ام ہانیؓ کے گھر آرام فرماتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور آپ ﷺ کو جگا کر بیت اللہ شریف میں لے گئے۔ آب زم زم کے کنویں کے پاس آپ کو لٹایا گیا اور آپ ﷺ کا سینہ مبارک چاک کر کے دل مبارک نکالا گیا اور آب زم زم کے ساتھ دھو کر اس میں ایمان وحکمت کو بھر دیا گیا۔

براق

جنت سے ایک جانور لایا گیا جسے براق کہتے ہیں۔ براق برق سے ہے۔ برق کا معنی بجلی کے ہیں۔ یعنی وہ برق رفتار تھا۔ اس کا قدم وہاں پہنچتا تھا جہاں اس کی نگاہ۔

کئی ایک مقامات پر اتر کر نماز پڑھنا

شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ راستہ میں ایسی زمین پر گذر ہوا جہاں کھجور کے درخت کثرت سے تھے۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے فرمایا یہاں اتر کر دو رکعت نفل پڑھ لیجئے۔ اتر کر نماز پڑھی تو بتلایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کا دار الھجرۃ بننے والا مدینہ منورہ ہے۔ پھر ایک مقام پر نماز پڑھنے کی تلقین کی تو بتلایا گیا کہ یہ طور سینا ہے۔ پھر ایک اور مقام پر نماز پڑھنے کا کہا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بیت اللحم یعنی جائے پیدائش عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ پھر ایک جگہ نماز پڑھنے کا کہا گیا تو بتلایا گیا کہ یہ مدین ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کا مسکن ہے۔

(تلخیص، خصائص الکبریٰ ج۱ص۱۵۳)

عجائبات عالم کا معائنہ

ایک بڑھیا سے گذر ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اس کی طرف التفات نہ فرمائیے۔ آگے چل کر ایک بوڑھے نے آپ کو آواز دی۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے اس کی طرف توجہ کرنے سے منع فرمایا۔ آگے چل کر ایک جماعت پر گذر ہوا۔ جس نے آپ ﷺ پر ان الفاظ میں سلام پیش کیا۔ السلام علیک یا اوّل...... السلام

علیک یا آخر...... السلام علیک یا حاشر...... حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کے سلام کا جواب دیجئے۔ بعد ازاں بتلایا کہ بڑھیا جو راستے کے کنارے کھڑی تھی وہ دنیا تھی۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی رہ گئی ہے اور بوڑھا شیطان تھا۔ دونوں کا مقصد آپ ﷺ کو اپنی طرف مائل کرنا تھا اور وہ جماعت جس نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے دجال اور داروغہ، جہنم مالک کو بھی دیکھا۔ نیز ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ جو ان ناخنوں سے چہروں اور سینوں کو چھیلتے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ غیبت کرنے والے ہیں۔ (رواہ ابوداؤد)

ایک شخص کو دیکھا جو نہر میں تیر رہا ہے اور پتھروں کو لقمے بنا رہا ہے۔ فرمایا یہ سود خور ہے۔ مجاہدین کو دیکھا کہ جو کھیتی کاشت کرتے ہیں اور ایک ہی دن میں تیار ہو جاتی ہے۔ فرمایا ان کی نیکیاں سات سو گنا تک بڑھ جاتی ہیں۔ ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی شرمگاہوں کے آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں اور اونٹ اور بیل کی طرح پھرتے ہیں اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں۔ فرمایا یہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا ہوا گوشت ہے۔ وہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا نہیں کھاتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھنے پر بتلایا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال اور پاکیزہ بیویوں کی موجودگی میں زانیہ اور فاسقہ عورتوں سے شب باشی کرتے ہیں۔ یا وہ عورتیں ہیں جو اپنے حلال اور پاکیزہ شوہروں کو چھوڑ کر بدکار مردوں کے پاس رات گذارتی ہیں۔ پھر آپ ﷺ کا ایک ایسی لکڑی پر گذر ہوا جو راہ گذرنے والوں کے کپڑے پھاڑ دیتی ہے۔ فرمایا یہ مثال ڈاکہ زنی کرنے والوں کی ہے۔ ایک ایسی قوم پر گذر ہوا۔ جن کی لبیں اور زبانیں قینچیوں سے کاٹی جارہی ہیں۔ جب کٹ جاتی ہیں تو پہلے کی طرح صحیح وسالم ہو جاتی ہیں۔ فرمایا یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ خطیب اور واعظ ہیں جو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔ (خصائص الکبریٰ ج۱ص۱۷۲)

پھر ایسے مقام پر گذر ہوا۔ جہاں ٹھنڈی خوشبودار ہوا آرہی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ جنت کی خوشبو ہے۔ بعد ازاں ایسے مقام سے گذر ہوا جہاں سے بدبو محسوس ہوئی۔ فرمایا یہ جہنم کی بدبو ہے۔

بیت المقدس تشریف آوری

الغرض اس شان سے حضور ﷺ بیت المقدس پہنچے اور حضور ﷺ نے براق کو حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے اور مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے اور دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کی۔ رحمت دو عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے بہت سے حضرات مسجد اقصیٰ میں موجود تھے۔ جن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے۔ اتنے میں بہت سے حضرات مسجد میں جمع ہو گئے۔ موذن نے اذان کہی اور پھر اقامت کہی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آقائے نامدار ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر آگے مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ آپ ﷺ نے سب کی امامت کی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ سب انبیاء کرام تھے۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔

ایک روایت میں ہے کہ فرشتوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ فرشتوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟۔ فرمایا یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو خاتم النبیین ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ نے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کی۔ جب آپ ﷺ مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی خدمت میں تین پیالے پیش کئے گئے۔ ایک پانی کا، ایک دودھ کا اور ایک شراب کا۔ آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ پسند فرمایا۔ جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو پسند فرمایا۔

عروج سماوی

ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ اسی براق کے ذریعہ آسمان پر تشریف لے گئے۔ دوسری روایت کے مطابق زمرد اور زبرجد سے بنی ہوئی سیڑھی سے آسمان پر تشریف لے گئے۔ چنانچہ:

- ☆ ...... پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔
- ☆ ...... دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔
- ☆ ...... تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔
- ☆ ...... چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔
- ☆ ...... پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔
- ☆ ...... چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔
- ☆ ...... ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

مذکورہ بالا تمام انبیاء کرام نے خیر مقدمی الفاظ کے ساتھ آپ ﷺ کا استقبال کیا۔

سدرۃ المنتہیٰ

بعد ازاں آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو بیری کا درخت ہے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ سدرۃ پر جا کر منتہیٰ ہو جاتی ہے اور پھر اوپر اٹھائی جاتی ہے اور ملاء اعلیٰ سے جو چیز اترتی ہے وہ سدرۃ پر آ کر ٹھہر جاتی ہے۔ پھر نیچے اترتی ہے۔ اس لئے اس کا نام ''سدرۃ المنتہیٰ'' ہے۔ (زرقانی ج۶ ص۱۸)

جنت وجہنم کا مشاہدہ

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے آپ ﷺ نے جنت کی سیر فرمائی اور جہنم کو بھی دیکھا۔ بعد ازاں آپ ﷺ اور اوپر گئے اور ''صریف الاقلام'' یعنی قلموں کے چلنے کی آواز سنی۔ گویا یہ مقام تدبیر الٰہی اور تقادیر خداوندی کا (بلا تشبیہ وتمثیل) مرکزی دفتر اور صدر مقام ہے۔

دیدار خداوندی اور تحائف کا تبادلہ

صریف الاقلام سے چل کر حجابات طے کرتے ہوئے بارگاہ قدس میں پہنچے تو بارگاہ بے نیاز میں سجدہ نیاز

لائے اور نور السمٰوات والارض کے جمال بے مثال کو حجاب کبریائی کے پیچھے سے دیکھا اور بلاواسطہ کلام خداوندی اور وحی الٰہی سے سرفراز ہوئے۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ!

امام طبرانی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’میں نے نور اعظم یعنی نور الٰہی کو دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی جو چاہی اور کلام فرمایا۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے براہ راست آپ ﷺ سے کلام فرمایا اور پچاس نمازیں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر فرض فرمائیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین عطیے عنایت فرمائے۔

۱...... پانچ نمازیں۔

۲...... سورۃ بقرہ کی آخری آیات۔

۳...... تیسر عطیہ آپ ﷺ کو یہ مرحمت فرمایا گیا کہ جو شخص آپ ﷺ کی امت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ ایک طویل حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کے وجود کو روحانی اور نورانی اعتبار سے ’’اوّل النبیین‘‘ اور بعثت کے اعتبار سے ’’آخر النبیین‘‘ بنایا۔ آپ ﷺ کو سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطاء کیں۔ جو آپ ﷺ سے پہلے کسی نبی کو عطاء نہیں کئے۔ آپ ﷺ کو حوض کوثر عطاء فرمایا اور آٹھ چیزیں خاص طور پر آپ ﷺ کی امت کو دیں۔ اسلام اور مسلمان کا لقب، ہجرت اور جہاد، نماز اور صدقہ اور رمضان المبارک کے روزے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، آپ ﷺ کو فاتح اور خاتم بنایا۔ یعنی اوّل الانبیاء اور آخر الانبیاء بنایا۔

اللہ پاک نے آپ ﷺ پر خصوصی انعامات فرمائے اور آپ ﷺ کو پچاس نمازیں عنایت فرمائیں۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا عنایت فرمایا گیا۔ فرمایا دن اور رات میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نبی اسرائیل کا خوب تجربہ کر چکا ہوں۔ آپ ﷺ کی امت ضعیف اور کمزور ہے۔ اس فریضہ کو ادا نہیں کر سکے گی۔ اس لئے آپ ﷺ اپنے پروردگار سے تخفیف کی درخواست کریں۔ آپ ﷺ واپس گئے۔ پانچ معاف ہوئیں۔ پھر گئے۔ پانچ کم ہوئیں۔ پھر آئے۔ پھر گئے۔ پانچ کم ہوئیں۔ یہاں تک پانچ رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مزید تخفیف کی درخواست کی استدعاء کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ آپ ﷺ کی امت پڑھے گی پانچ اور ثواب پچاس کا ملے گا۔

آپ ﷺ واپس بیت المقدس آئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ آپ ﷺ نے راستہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: ’’من یصدقنی ‘‘میری تصدیق کون کرے گا۔ فرمایا: ’’یصدقك ابوبکر وھو الصدیق‘‘ آپ کی تصدیق ابوبکرؓ کریں گے۔ اس لئے کہ وہ صدیق ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ساری قوم نے تکذیب کی۔ جبکہ ابوبکر صدیقؓ نے تصدیق کی۔

یہ مضمون سیرۃ المصطفیٰ جلد اوّل مصنفہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ سے تلخیص کیا گیا ہے۔

صاحب نبی ...... حضرت صدیق اکبرؓ!

شاہ مصباح الدین شکیل

ارشاد نبویﷺ ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت کا راستہ پاؤ گے۔ ستاروں کے اس جھرمٹ کا قطب تازہ وہ ہستی ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے ثانی اثنین اور صاحب النبی فرمایا۔ جس کے بارے میں قرآن میں آیا:

ترجمہ:...... ’’اس شخص کے حالات پر غور کرو جو تمہارے صدق و یقین سے بھرپور باتیں کرنے آیا ہے اور اسے بھی دیکھو جو ان باتوں کی تصدیق کرتا ہے۔‘‘

یہی وہ تصدیق کرنے والا ہے جسے تاریخ اسلام صدیق ہی نہیں صدیق اکبرؓ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ذات نبویﷺ سے جس کی رفاقت غار حرا سے شروع ہوتی ہے اور گوشہ گور پر ختم۔

سب سے پہلے جو نبوت کی گواہی ٹھہرے۔ پھر رسالت کے ہر اک لمحے کے ساتھی ٹھہرے۔ ختمی مرتبتﷺ کی زندگی کے دو سفر بڑے اہم اور یادگار ہیں جس نے حیات انسانی کو سربلندی اور عظمتوں سے ہمکنار کیا۔ اس میں سے ایک آسمانی سفر ہے اور دوسرا زمینی۔ آسمانی سفر کے رفیق سید الملائکہ ہیں اور زمینی سفر کے رفیق افضل البشر۔ آسمانی سفر کی حقیقت پر اسی رفیق دم ہجرت نے مہر صداقت ثبت کی۔ آسمانی سفر سے (جسے عرف عام میں معراج کہا جاتا ہے) لوٹتے ہوئے جب صاحب تاج والمعراج مقام طویٰ پہنچے تو رفیق سفر جبرائیل امین سے فرمایا کہ میری قوم اس واقعہ کی تصدیق نہیں کرے گی۔ جواب ملا کہ تصدیق ابوبکرؓ کریں گے۔ جو صدیق ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ معراج کی صبح مشرکین عرب میرے والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ سنئے ایک شخص کہہ رہا ہے کہ وہ جسمانی طور پر راتوں رات بیت المقدس گیا اور واپس بھی آ گیا۔ کیا یہ ممکن ہے؟۔ جواب دیا کہ نہیں۔ کفار نے کہا اور سنو وہ تو یہ بھی کہتا ہے کہ اس نے ساتوں آسمانوں کی بھی سیر کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کون کہہ رہا ہے یہ بات۔ بتایا گیا وہی جو نبوت کے دعویدار اور آپ کے دوست ہیں۔ بلا جھجک کہا کہ اگر انہوں نے فرمایا ہے تو بالکل سچ ہے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ حیرت سے دانشوران کفر نے کہا کہ ابوبکرؓ! بھلا تم جیسا سلیم الطبع اور صحیح الدماغ شخص اسے سچ سمجھ سکتا ہے۔ جواب ملا کہ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ میں تو اس سے بھی زیادہ انہونی بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں۔ محمدﷺ کی تو وہ ذات ہے کہ اللہ تعالیٰ لمحوں میں وحی کے ذریعہ ان پر حالات منکشف فرما دیتا ہے۔ کیا اس مالک ارض وسما کے لئے انہیں مکہ سے فلسطین لے جانا اور آسمانوں کا مشاہدہ کروانا کوئی مشکل کام ہے۔ حضرت ابوبکرؓ ان لوگوں کے ساتھ حرم کعبہ میں آئے جہاں رسول اللہﷺ ابھی مسجد اقصیٰ کی تفصیل بیان فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ تجارت کے سلسلے میں کئی بار فلسطین کا سفر کر چکے تھے۔ مسجد اقصیٰ کو دیکھ چکے تھے۔ وہ رسول اللہﷺ کی ایک ایک بات کی تصدیق کرتے جا رہے تھے۔ یہی موقع تھا کہ زبان نبوت سے ابوقحافہ کے بیٹے کو صدیق کا لقب عطا ہوا۔

حضرت ابو بکرؓ کا تعلق قریش کے دس قبائل میں سے ایک بنی تیم (جسے غلطی سے اکثر بنی تمیم لکھا جاتا ہے) سے تھا۔ آپ اس کے سردار تھے۔ خون بہاء، دیت اور ضمانت کے مسائل اس قبیلہ سے متعلق تھے۔ حضرت ابو بکرؓ حضور اکرم ﷺ سے ڈھائی سال چھوٹے تھے۔ مکہ میں قریب کے محلّہ میں رہتے تھے۔ ہم عمری، پیشے کی یکسانیت، طبیعتوں کی مناسبت، بتوں سے نفرت، بری عادتوں سے اجتناب اور حق کی حمایت کے احساسات نے دونوں کو ایک دوسرے سے قریب تر کر دیا تھا۔ اکثر ساتھ رہا کرتے تھے اور اگر مکہ میں ہوتے تو روز ہی ملاقات ہوتی۔ مشہور مورخ بلاذری کی روایت کے مطابق وہ قریش کے ان (۱۷) افراد میں سے ایک تھے جو نوشت وخواند سے واقف تھے اور ان گیارہ خوش نصیبوں میں سے ایک تھے جنہیں عہد جہالت اور اسلام ہر دو زمانوں میں اپنی قوم کے درمیان عزت اور شرف کے حامل تھے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قبول اسلام

دولت ایمان کس طرح ان کے حصے میں آئی۔ اس کی تفصیل خود ان کی زبان سے سنئے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حرم کعبہ کے صحن میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں قریش کا ایک سردار امیہ ابن خلف میرے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ بتاؤ نبی منتظر ہمارے خاندان میں پیدا ہوگا یا تمہارے؟۔ چونکہ اس سے پہلے میں نے کبھی نبی منتظر کا ذکر نہیں سنا تھا۔ اس لئے کوئی جواب نہ دے سکا۔ جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو میں اس کی بات پر غور کرتا ہوا صحائف آسمانی توریت وانجیل کے عالم ورقہ بن نوفل کے پاس گیا۔ میرے سوال پر انہوں نے بتایا کہ بھائی نبی منتظر وسط عرب میں پیدا ہوگا جس کے نسب کا مجھے علم ہے۔ تمہارا قبیلہ بھی ان نشانیوں پر اترتا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا تعلیم دیں گے۔ جواب ملا کہ ظلم نہ کرو۔ ظلم نہ سہو اور ظلم وستم نہ ہونے دو۔

بنی ہاشم کے محمد بن عبداللہ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو وہ تجارتی کارواں کے ساتھ یمن گئے ہوئے تھے۔ وہاں ایک شیخ سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے آپ کا نام ونسب دریافت کیا۔ پھر غور سے دیکھ کر کہا کہ حرم کی سرزمین پر ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ جن کے مددگار ومعین دو شخص ہوں گے۔ ایک جوان اور ایک ادھیڑ۔ رب کعبہ کی قسم تم ہی وہ ادھیڑ عمر کے آدمی ہو جس کی بابت آسمانوں میں خبر دی گئی ہے۔ تم نبی آخر الزماں ﷺ کے معاون ومددگار ہو گے۔ جوان کا اشارہ حضرت عمر ابن خطابؓ کی طرف تھا۔

یمن سے لوٹے تو پوچھا کہ کوئی نئی بات یا نیا واقعہ تو ظہور پذیر نہیں ہوا۔ حضور ﷺ سے ملے تو آپ نے دعوت اسلام دی۔ زمین پہلے ہی نرم اور ہموار تھی۔ ایمان کا بیج پڑا تو دیکھتے ہی دیکھتے جڑ پکڑ گیا۔ اسی لئے ارشاد نبویؐ ہے کہ میں نے جس کو بھی دعوت اسلام دی تو اس نے انکار کیا یا تاویل وحجت کی۔ مگر ابن قحافہ نے ادنیٰ توقف کے بغیر لبیک کہا۔ یوں بالغ مردوں میں سب سے پہلے دولت ایمان آپ کے حصہ میں آئی۔ آپ سے پہلے عورتوں میں یہ شرف زوجہ رسول ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے حصہ میں آچکا تھا۔

ایمان لاتے ہی خود بھی تبلیغ میں مصروف ہوگئے۔ وہ اپنی قوم میں صاحب اثر اور ذی حیثیت تھے۔ قریش کے ممتاز ماہر انساب، دولت مند تاجر، سلیم الطبع، صاحب علم وحکمت، ان کی بات سن کر قریش کی چند بڑی شخصیتیں فوراً

حلقہ بگوش اسلام ہوگئیں۔ان میں سے پانچ کو عشرہ مبشرہ (جنہیں جیتے جی جنت کی بشارت دی گئی) میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے۔

۱......حضرت عثمانؓ ابن عفان۔ ۲......حضرت زبیرؓ ابن عوام۔ ۳......حضرت عبدالرحمٰنؓ ابن عوف۔

۴......حضرت طلحہؓ ابن عبداللہ۔ ۵......حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص۔

حضرت ابوبکرؓ ملک التجار تھے۔کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔اس وقت ان کا تجارتی سرمایہ ۴۰ ہزار دینار (اشرفی) تھا۔جس دن ایمان لائے اسی دن سے تن من دھن اسلام کی اشاعت پر لگا دیا۔منہ مانگے داموں پر سات غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر اللہ کی راہ میں آزاد کیا۔یہ وہ مظلوم تھے جو ایمان لانے کے جرم میں ظلم وستم کی چکی میں پس رہے تھے۔ان میں حضرت بلالؓ، حضرت عامرؓ ابن فہرہؓ، حضرت ابوفکیہؓ، اور کنیزوں میں حضرت لبینہؓ، حضرت نہدیہؓ، حضرت ام عبیسؓ، حضرت زنیرہؓ اور حضرت حمامتہ بہت مشہور ہوئیں۔

ساری دولت اسلام کے کام آئی۔جب ہجرت کی تو سرمایہ صرف ۴ ہزار درہم تھا۔اس میں سے حکم نبی پر مسجد نبویؐ کے یتیم مالکان سہل وسہیل کو قیمت نقد ادا فرمائی۔آخر یہ حال ہوگیا کہ ایک دن مجلس نبویؐ میں حاضر ہوئے تو کمبل کی قبا تھی اور جگہ جگہ ببول کے کانٹے اڑے ہوئے تھے۔اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یارسول اللہ ﷺ ابوبکرؓ ایسے لباس میں کیوں ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا سب مال اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالا ہے۔جبرائیل امین نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ خالق کائنات نے ابوبکرؓ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ ابوبکر اس فقر میں مجھ سے خوش ہیں یا مکدر۔یہ سن کر ابوبکرؓ رونے لگے اور کہا میں اپنے رب سے راضی ہوں۔راضی ہوں اور ہزار جان سے راضی ہوں۔مفسرین کہتے ہیں کہ سورہ واللیل کا شان نزول یہی واقعہ ہے۔

رفیق ہجرت

حیات نبویؐ میں دو سفر دو یار غار اور دو غار بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔دو سفر معراج اور ہجرت ہیں۔دو یار حضرت جبرائیل اور حضرت ابوبکرؓ ہیں اور دو غار غار حرا جہاں محمد بن عبداللہ ﷺ تاج نبوت سے سرفراز ہوئے۔احساس گراں باریٔ منصب سے مضطرب نکلے۔دوسرا غار ثور ہے۔یہاں اضطراب کی یہ دولت یار غار کے حصہ میں آئی اور اللہ کا رسول ان اللہ معنا کے نشہ یقین سے سرشار تھا۔ان تین دن اور تین راتوں کی فضیلت کیا بیان ہو۔جبکہ حضرت ابوبکرؓ محور نبوت میں رہے۔محدثین کہتے ہیں جس نے حالت ایمان میں ایک آن بھی اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا وہ صحابی کہلانے کا مستحق ہے اور وہ ہستی غار ثور میں ثانی اثنین ہے جس کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔ان شب وروز کا یار دم ہجرت قرآن کی زبان میں صحابی ہے۔یہ شرف صرف اور صرف حضرت ابوبکرؓ کے حصہ میں ایا۔آپ کے اضطراب پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تمہارا ان دو کی نسبت کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔یہ قرب الٰہی کا وہ مقام ہے جو صرف صدیق اکبرؓ کو حاصل ہے جس کی قرآن تصدیق کرتا ہے۔دو میں کا دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔جس وقت وہ اپنے دوست سے کہتے تھے کہ غمگین نہ ہو۔یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یہی مقام قربت اور خلت ہے کہ جب اللہ کے نبی نے دنیا کو چھوڑنے سے پہلے منبر مسجد نبویؐ پر خطبہ دیا تو

فرمایا اگر میں کسی شخص کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن اسلامی اخوت ومودت قائم وباقی ہے۔ مسجد نبویؐ میں ایک بار نماز فجر کے بعد جنت کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ ارشاد ہوا کہ جنت کے ۸ دروازے ہیں۔ باب الصلوٰۃ، باب الایمان، باب الریان، باب الجہاد وغیرہ وغیرہ۔ اس میں سے وہ شخص داخل ہوگا جس نے اس نوع کی عبادت سے اپنے رب کو راضی کیا ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کوئی خوش قسمت ایسا بھی ہوگا جو ان تمام دروازوں سے بہشت میں داخل ہو سکے گا۔ ارشاد ہوا انشاء اللہ! مجھے توقع ہے کہ وہ تم ہوگے۔

ہجرت کے بعد مدینہ میں ہر معاملہ میں مشیر رہے۔ حق وباطل کے ہر معرکہ میں حضور ﷺ کے دست راست میدان میں عریش کے نگران اور چیف آف دی اسٹاف۔ اسی موقع پر آپ کی شان شجاعت کا اعتراف حضرت علیؓ نے ''سب سے زیادہ بہادر'' کے خطاب سے کیا۔ احد کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ سے ارشاد نبویؐ ہوا کہ: ''تلوار میان میں کرلو اور ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے دو۔''

صلح حدیبیہ کے وقت مضطرب عمر کو آپ کا جواب منشائے نبوت کے عین مطابق تھا۔ بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ فکر صدیق نبوت کے قریب تر ہے۔ غزوہ تبوک سے پہلے جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبویؐ میں چندہ کی اپیل فرمائی تو سارا اثاثہ بیت لاکر قدموں میں ڈال دیا۔ جب سرور کشور رسالت ﷺ نے پوچھا کہ اے ابوبکرؓ کچھ بال بچوں کے بھی چھوڑا ہے تو عرض کیا کہ اے محمد، اے وہ پاک ذات جس سے چاند اور تاروں کی آنکھیں روشن ہیں۔ گھر والوں کے لئے آپ ﷺ کی محبت چھوڑ کر آیا ہوں۔

اسی سال ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے انہیں مسلمانوں پر پہلا امیر حج مقرر فرمایا۔ حضور ﷺ کے سفر آخرت کے دن قریب آئے اور علالت نے زور پکڑا تو مصلی نبویؐ پر امامت کا حکم دیا۔ اس طرح حیات نبویؐ میں ۱۷ نمازیں پڑھائیں۔ دوران علالت حضور ﷺ نے منبر پر خطبہ دیا تو فرمایا کہ مسجد نبویؐ میں کھلنے والے تمام دروازے بند کر دیئے جائیں۔ بجز اس دروازے کہ جس سے ابوبکرؓ داخل ہوتے ہیں۔ یہ آپ کی جانشینی اور خلافت کی طرف اشارہ تھا۔ آگے اللہ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو دنیا میں رہے چاہے تو اللہ تعالیٰ کے پاس چلا جائے اور اس بندے نے اللہ کے پاس جانا اختیار کر لیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ زار وقطار رونے لگے۔ سامعین کو اس پر تعجب ہوا۔ لیکن مزاج دان نبوت خوب جانتے تھے کہ بندہ صاحب خود رسول اللہ ہیں۔ ان ہی دنوں میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمام مسلمانوں میں سے ابوبکر کی دولت اور صحبت مجھے عزیز ہے۔ اگر اللہ کے سوا کسی کو میں خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ ان کی اخوت اسلامی اور محبت میرے دل میں جاگزیں ہے۔

حضرت ابوبکرؓ وہ صاحب فضیلت ہیں جن کی چار پشتوں کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ منگل ۱۳ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو خلیفۃ الرسل نے خطبہ خلافت دیا۔ آج کی اصطلاح میں منشور حکومت یا پالیسی اسٹیٹمنٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! مجھ کو حکومت میں کچھ راحت نہیں۔ بلکہ مجھے ایک امر عظیم کی تکلیف دی گئی ہے جس کے برداشت کی مجھ میں طاقت نہیں اور نہ اللہ کی مدد کے بغیر وہ قابو میں آسکتا ہے۔ میں تمہارا حاکم بنایا گیا ہوں۔ حالانکہ میں تم

سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں سیدھے راستے پر چلوں تو میری مدد کرنا۔ اگر راستے سے ہٹ جاؤں تو مجھے ٹوکنا۔ جان لو کہ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔ تم میں سے کمزور میرے نزدیک اس وقت تک قوی ہے جب تک میں اس کا حق نہ دلوادوں اور تمہارا قوی میری نظر میں کمزور ہے۔ جب تک اس کے ذمہ جو حق ہو وہ اس سے نہ لے لوں۔ جو قوم راہ حق میں جہاد ترک کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ذلت وخواری مسلط کر دیتا ہے۔ اگر کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بلائیں اور عذاب عام نازل کرتا ہے۔ تم میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں۔ اگر مجھ سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا پہلو نکلتا ہو تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔

جو خطبہ بار خلافت اٹھاتے ہوئے دیا اس کے حرف حرف پر زندگی بھر عمل کیا۔ کاش مسلمانوں کے سربراہ صدیق اکبرؓ کے اس پالیسی اسٹیٹمنٹ پر عمل پیرا ہوں جو آج بھی پہلے دن کی طرح مسلمانوں کے لئے کامیاب رہنما اصولوں کا عملی نسخہ شفا ہے۔ سوا دو سال کے دور خلافت میں جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنے کو ملیا میٹ کیا۔ منکرین زکوٰۃ کے خلاف تلوار بے نیام کی۔ مرتدین کا قلع قمع کیا۔ اللہ کا پیام پہنچانے کے لئے جہاد کا راستہ کھول دیا۔ ساری توجہ قیصر روم اور کسریٰ ایران کے ظلم وجبر کو مٹانے کی طرف منعطف کر دی۔ مجاہدین لا الہ الا اللہ کا پرچم اٹھائے ذوق شہادت سے سرشار بڑھنے لگے۔ جمادی الاولیٰ ۱۲ ہجری میں اجنادین فتح ہوا۔ دریائے یرموک کے کنارے مسلمانوں کا کارواں خیمہ زن ہوا۔ شہنشاہ روم ہرقل اے سرزمین شام تجھے آخری سلام کہتا ہوا عالم حسرت میں رخصت ہوا۔

ادھر ذات السلاسل کی زبردست جنگ میں ایرانی جرنیل ہرمز مارا گیا۔ ایوان کسریٰ کے کنگرے یکے بعد دیگرے گرنے لگے۔ سن ۱۲ ہجری کے اختتام سے قبل مجاہدین نے کسریٰ کا زور توڑ ڈالا اور دجلہ کے کنارے کنارے مسلمانوں کا کاروان جادہ پیما ہونے لگا۔ جبر واستبداد کے شکنجے میں جکڑے ہوئے اہل روم وفارس کے لئے اسلام کا پیام مساوات تھا جس نے صدیوں سے صید زبوں شہریاری بے بس اللہ کے بندوں کو حیات نو عطا کی۔

حضرت ابوبکر صدیق کا عظیم کارنامہ ۱۱ ہجری میں جنگ یمامہ کے بعد حضرت عمرؓ کے توجہ دلانے پر قرآن مجید کو کتابی صورت میں جمع اور مدون کرنا ہے۔ یہ وہ سعادت ہے جس کا اجر وثواب قیامت تک جاری وساری ہے۔

یہ اس ہستی کی مختصر سرگزشت ہے جو کتاب اللہ پر عامل اور اتباع رسول ﷺ میں کامل تھا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ مخبر صادق نے فرمایا کہ جو کچھ مجھے وحی ہوا۔ میں نے وہ ابوبکرؓ کے سینہ میں نچوڑ دیا۔ اسی لئے عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ابوبکرؓ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں۔ ایوان اسلام کی دیواریں سیسہ پلائی بنیادوں پر بلند کر کے بستر مرگ پر اس نے امت مسلمہ پر ایک اور عظیم احسان فرمایا کہ ایک ایسی ہستی کو ملت اسلامیہ کا خلیفہ نامزد کیا جس کے تدبر میں سمندروں کی سی گہرائی اور جس کے عزم میں پہاڑوں کی سی بلندی اور جس کی نظر میں میدانوں جیسی وسعت تھی۔ یہ حضرت عمر ابن خطابؓ ہیں۔ جن کی ذات سے اسلام کو عظمت، شوکت اور سطوت ملی۔

۶۳ سال کی عمر میں ۲۲ رجمادی الثانی ۱۳ ہجری ۲۲ راگست ۶۳۴ء بروز منگل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفات پائی۔ تنہائی غار ثور کا یہ رفیق تنہائی گور میں بھی ہم پہلوئے رسول ہے۔ وہ اپنی خوبی قسمت پہ کیوں نہ ناز کرے۔

میر کارواں کی رحلت!

قسط نمبر:۲ مولانا اللہ وسایا

اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہوا کہ قادیانی حماقت وظلم سے جو تحریک ختم نبوت ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن سے شروع ہوئی وہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ کے فیصلہ پر منتج ہوئی۔ جس میں مرزا قادیانی ملعون کے ماننے والوں کے دونوں گروپ، لاہوریوں اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ یہ فیصلہ ۱۹؍شعبان ۱۳۹۴ھ کو ہوا۔ جس کے دس دن بعد رمضان شریف آ گیا۔ رمضان المبارک میں خانقاہ سراجیہ کی قیام اللیل کی جو بہاریں ہوتی ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ قبلہ حضرت صاحبؒ اس میں مصروف تھے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے رمضان شریف حرمین شریفین میں گزارا۔ شوال میں آپ کا قادیانیت کے تعاقب میں افریقی ویورپی ممالک کا سفر ہوا۔ جہاں سے واپسی کے بعد ۱۵؍ذیقعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۳۰؍نومبر ۱۹۷۴ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ملتان میں ہوا۔ قبلہ حضرت صاحبؒ سفر حج پر تھے۔ اس اجلاس میں آپ شریک نہ ہو سکے۔

اجلاس ہالیجی شریف

سندھ میں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے بعد کام کرنے اور اسے وسعت دینے کے لئے خانقاہ ہالیجی شریف میں ۳۰؍جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۱؍جولائی ۱۹۷۵ء کو شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ نے اجلاس رکھا۔ اس میں حضرت مولانا عبدالکریم قریشیؒ وعدہ کے باجود اچانک اتفاقی حادثہ کے باعث تشریف نہ لا سکے۔ صاحبزادہ مولانا محمود اسعدؒ، مولانا محمود احسنؒ، مولانا نذیر حسینؒ، مولانا انورؒ، مولانا گل محمدؒ، مولانا جمال اللہ الحسینیؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، سردار میر عالم خان لغاری، جہاں اس میں شریک ہوئے وہاں حضرت قبلہؒ بھی شریک اجلاس ہوئے۔ اس اجلاس کی برکتیں ہیں کہ آج سکھر، گمبٹ، حیدرآباد، کنری، ٹالپی، کراچی۔ غرض کئی مقامات پر سندھ میں مجلس کے عظیم الشان دفاتر، مراکز اور مساجد ہیں اور اندرون سندھ میں قادیانیت کا بھرپور اور مؤثر تعاقب جاری ہے اور اسلامیان سندھ بھی کسی طرح قادیانیت کے احتساب میں باقی امت سے پیچھے نہیں۔ بعد میں کئی بار کئی ہفتوں کے دوروں پر اندرون سندھ حضرت قبلہؒ تشریف لے گئے۔ چھوٹے بڑے شہروں کے اس دوران میں سفر ہوئے۔ حق تعالیٰ حضرت قبلہؒ کی تربت پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش نازل فرمائیں۔ آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جس جانفشانی کے ساتھ کام کرنے کی طرح ڈالی ہے۔ اب بڑے سے بڑا صاحب عزیمت بھی اس معیار کو شاید برقرار نہ رکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو کوئی کمی نہیں۔ ورنہ دور دور تک اس خلاء کے پر ہونے کی صورت بظاہر نہیں آتی۔ لیکن وماذالك علے الله بعزيز!

چناب نگر (ربوہ) میں مرکز ختم نبوت کا قیام

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے نتیجہ میں جہاں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ وہاں قادیانیوں کے مرکز چناب نگر (ربوہ) کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے چناب نگر میں آر ایم مقرر ہوئے۔ چناب نگر کو سب تحصیل قرار دیا

گیا۔ پولیس، ڈاک، بجلی، ریلوے، بلدیہ تمام، تعلیمی و سرکاری محکموں میں قادیانیوں کی بجائے مسلمان عملہ تعینات ہوا۔ ۲۶؍دسمبر ۱۹۷۴ء کو آر ایم کی عدالت کے ایک تھڑا پر مولانا سید ممتاز الحسن شاہؒ نے پہلی نماز پڑھائی۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا عزیز الرحمٰن خورشید، جناب منیر احمد خان لغاری، آر ایم چناب نگر اور دو دیگر مسلمان نمازی تھے۔ پھر مستقل اسی تھڑا پر نمازیں ہوتی رہیں۔ جمعہ آر ایم صاحب کی عدالت کے ہال میں پڑھا جاتا رہا۔ ۱۰؍جنوری ۱۹۷۶ء کو بنوری ٹاؤن کراچی میں حضرت بنوریؒ کی زیر صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ دیگر حضرات کے علاوہ حضرت قبلہؒ بھی شریک اجلاس ہوئے۔

۱...... اس اجلاس میں ملتان حضوری باغ روڈ پر نئے مرکز کے تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوا۔

۲...... چناب نگر (ربوہ) میں کام کو وسعت دینے کا بھی فیصلہ ہوا۔

چنانچہ ۲۵؍جنوری ۱۹۷۶ء کو ریلوے اسٹیشن چناب نگر کے معائینہ کے لئے جو افسر تشریف لائے مولانا تاج محمودؒ کی ان سے ملاقات تھی۔ انہوں نے عملہ سے مسجد بنانے کا اشارہ کیا۔ سید محمد اسحاق شاہؒ ریلوے اسٹیشن ماسٹر چناب نگر تھے۔ انہوں نے ہمت کی۔ مولانا تاج محمودؒ نے ان کی حوصلہ افزائی کی۔ مسجد محمدیہ کی تعمیر شروع ہوگئی۔ مجلس نے اس کے جملہ مصارف برداشت کئے۔ امام وخطیب کا اہتمام بھی مجلس نے کیا۔ پھر اسی مسجد میں جمعہ، عیدین، تراویح، کانفرنسیں۔ اس کی لحہ بہ لحہ تاریخ کو قلمبند کرنے کی ضرورت ہے۔

چناب نگر میں پہلا عوامی اجتماع

قارئین کرام! راقم نے یہ کہانی اس لئے شروع کی کہ دسمبر میں چنیوٹ میں مجلس کے زیر اہتمام آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی تھی۔ ایک بار کانفرنس میں جمعہ کا دن بھی آ گیا۔ تو فیصلہ کیا کہ جمعہ چناب نگر مسجد محمدیہ میں ہوگا۔ یہ مجلس کا چناب نگر میں پہلا عوامی اجتماع تھا۔ اس کا اعلان کر دیا گیا۔ جمعہ حضرت قبلہؒ کا پڑھانا طے ہوا۔ دسمبر کی سردی، حضرت قبلہؒ رات ایک بجے ماڑی انڈس ٹرین پر تشریف لائے۔ رات اسی مسجد میں قیام فرمایا اور صبح جمعہ کی فجر سے عصر تک یہاں قیام فرمایا۔ شام کو چنیوٹ تشریف لیجا کر وہاں کانفرنس میں شمولیت فرمائی۔ اس طرح مسجد محمدیہ میں جمعہ کا سب سے بڑا عوامی پہلا اجتماع ہوا۔ مسجد کا اندر باہر اسٹیشن کے دور دور تک صفیں تھیں۔ آپ کی امامت میں جمعہ ادا کیا گیا۔ فلحمدللہ!

چناب نگر کو کھلا شہر قرار دینے کے لئے گورنمنٹ نے دوسرا اقدام یہ کیا کہ چناب نگر کی حدود کی توسیع کر کے اس میں چھنی وغیرہ کے چکوک شامل کئے۔ اس میں مسلمان آباد تھے۔ وہ چناب نگر کے رہائشی بن گئے۔ تیسرا اقدام حکومت نے یہ کیا کہ چناب نگر کے مشرق میں دریائے چناب کے کنارے مسلم کالونی پچاس ایکڑ پر ڈیزائن کی۔ اوائل ۱۹۷۶ء میں مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے چپکے سے اس کالونی کے ۹ کنال پلاٹ مسجد و مدرسہ کے حصول کی درخواست دے دی۔ ۲۸؍جون ۱۹۷۶ء کو اس پلاٹ کا قبضہ ملا۔ اب فوری طور پر اس جگہ مسجد مدرسہ کے اجراء کا مرحلہ سر کرنا تھا۔ اس کے لئے بھی حق تعالیٰ نے ہمارے حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کا انتخاب فرمایا۔ اس سلسلہ میں ہفت روزہ لولاک کی اشاعت یکم جنوری ۱۹۷۸ء کے ایک مضمون سے بمع سرخی ذیل کے اقتباس کو ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ ربوہ میں

۷؍جولائی ۱۹۷۶ء مطابق ۸؍رجب ۱۳۹۶ھ بروز بدھ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ (ان دنوں نائب امیر تھے) شیخ طریقت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم ومتع اللہ المسلمین بطول حیاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں تشریف لائے۔ اس پلاٹ پر عصر کی باجماعت نماز پڑھائی اور دعا کی کہ اللہ رب العزت اس مسجد کو رشد وہدایت اور تعلیم وتبلیغ کا مرکز بنائے اور ہم سب کو اس کی تعمیر اور آباد کرنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ اس تقریب سعید کا گو پہلے سے اعلان نہ کیا گیا تھا۔ اس کے باوجود ربوہ میں رہنے والے مسلمان نماز میں شریک ہوئے۔ حضرت الامیر کے علاوہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ مرکز کی نمائندگی کر رہے تھے۔ فیصل آباد سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا تاج محمودؒ، مولانا فقیر محمد، حاجی بشیر احمد، رانا نصر اللہ خان، جناب برکت داد پوری نمائندہ نوائے وقت شریک ہوئے۔ چوہدری ظہور احمد، شیخ مقبول احمد، شیخ منظور احمد، سالار فیروز اور بیسیوں کارکن چنیوٹ سے تشریف لائے۔ چک جھمرہ سے سید ظفر علی شاہ کی قیادت میں ایک دستہ رضا کاروں اور کارکنوں کا پہنچ گیا تھا۔ گوجرہ کے احباب بھی شریک ہوئے۔ یہ سادہ اور پر خلوص تقریب ۲ گھنٹے تک جاری رہی۔ حضرت امیر شریعتؒ کے پرانے رفیق کار مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ اجتماعی دعا میں شریک نہ ہوسکے۔ لیکن بعد میں انہوں نے بھی اس پلاٹ میں نماز پڑھی اور پر خلوص دعا کی۔ یہ ایمان پرور تقریب دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ پاؤں پر چوٹ کی وجہ سے چل نہیں سکتے تھے۔ کار سے نماز کی جگہ تک چوہدری ظہور احمدؒ آپ کو کندھوں پر اٹھا کر لائے۔ اس حالت کو دیکھ کر ساتھیوں کو اسی دن ہی یقین ہوگیا تھا کہ ان حضرات کے اس خلوص کے صدقے اللہ رب العزت اس جگہ کو ضرور آباد فرمائیں گے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ اور دوسرے ہزاروں بزرگوں کی تمنا تھی کہ اللہ رب العزت اس دارالکفر ربوہ میں مسلمانوں کو محمد عربی ﷺ کا جھنڈا لہرانے کی سعادت سے بہرہ فرمائیں۔ وہ حضرات گو آج اس تقریب میں موجود نہ تھے۔ لیکن ان کی روحیں یقیناً شاداں ہونگی کہ ان کے جانشین حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ان کے حدی خواں حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ ان کے ساتھی حضرت مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ کے ہاتھوں ان کی دیرینہ خواہش وتمنا کو عملی جامہ پہنایا جارہا ہے۔ اسی دن ہی عارضی مسجد اور حجرہ کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا اور نیت یہ تھی کہ اس عارضی مسجد کی شرعی حیثیت ایک مصلے کی ہوگی۔ مستقل نقشہ کے مطابق ردوبدل کیا جائے گا۔ اب اس جگہ کو آباد کرنے کا مسئلہ تھا۔ چنانچہ گوجرانوالہ سے مولانا حافظ عبدالرزاق کا ربوہ تبادلہ کردیا گیا۔ چھ ماہ تک آپ نے یہاں کام کیا۔ اس کے بعد مولانا عبدالحمید آزادؒ تشریف لائے۔

مبارک باد کے خطوط

۷؍جولائی ۱۹۷۶ء کو حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ نے افتتاح کیا تھا۔ ۸؍جولائی کو اخبار میں خبر چھپی۔ اہل اسلام کو جب اس کامیابی کا علم ہوا تو خطوط، تاریں، فون، پیغامات کے ذریعہ مجلس کے نمائندوں سے بے پناہ محبت وشفقت کا مظاہرہ کیا گیا۔ مسلمانوں کو کس قدر خوشی ہوئی اس کا بیان کرنا کم از کم میرے جیسے کم علم آدمی کے لئے مشکل ہے۔

شکر گزار ہوں

اس عنوان سے مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے ۲۸؍اگست ۱۹۷۶ء کو درج ذیل بیان جاری کیا:

’’پچھلے ماہ اﷲتعالیٰ کے فضل وکرم سے ربوہ میں ۹ کنال زمین برائے مسجد ومدرسہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کو الاٹ کردی گئی۔ مجلس کے نائب امیر حضرت پیر طریقت مولانا خان محمد صاحب کندیاں شریف نے عصر کی نماز اس پلاٹ پڑھائی۔ جس میں سینکڑوں کارکنوں اور رہنماؤں نے شرکت کی۔ وہاں پر عارضی مسجد کا حجرہ بنادیا گیا ہے۔ تاکہ ابتدائی کام شروع ہو۔ مستقل تعمیر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف بنوری دامت برکاتہم امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد شروع کرنا ہے۔ اﷲتعالیٰ حضرت بنوری کو صحت کاملہ اور عاجلہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو تحریک ختم نبوت حاجی امداداﷲ مہاجر مکیؒ کی الف سے شروع ہوئی تھی وہ حضرت بنوریؒ کی یا پر تکمیل پذیر ہوئی۔ حضرت کا وجود پوری امت مسلمہ کے لئے بالعموم اور ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والوں کے لئے بالخصوص غنیمت ہے۔ حضرت بنوریؒ کے صحت یاب ہونے پر ہم وہاں سنگ بنیاد کی تقریب منعقد کریں گے۔ جس میں ملک بھر کے جماعتی احباب کو مدعو کیا جائے گا۔ اس کے بعد مستقلاً تعمیر شروع ہوجائے گی۔ اس کامیابی پر ملک بھر کے جماعتی احباب اور بزرگوں نے بے پناہ جوش وخروش، محبت وعقیدت خوشی وانبساط کا مظاہرہ کیا۔ خطوط لکھے۔ تاریں دیں۔ فون کئے۔ پیغامات ارسال کئے۔ ایسا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جواب تک جاری ہے۔ ان میں سے بعض احباب کے خطوط مجلس کے آرگن ہفتہ وار لولاک میں بھی شائع ہوئے۔ سینکڑوں خطوط کا جواب دینا میرے لئے مشکل امر ہے۔ میں ملک بھر کے جماعتی احباب اور بزرگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی دعاؤں سے ہماری سرپرستی فرمائی۔ لولاک کے ذریعہ تمام احباب سے فرداً فرداً جواب نہ دینے کی معذرت چاہتا ہوں۔ اﷲتعالیٰ کی رحمت، آقائے نامدار ﷺ کی ختم نبوت کے صدقے، شہدائے ختم نبوت کے خون کے بدلے، حضرت انورشاہ کشمیریؒ، حضرت امیر شریعتؒ، حضرت قاضی صاحبؒ، حضرت مولانا جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ اور دوسرے بزرگوں کی قربانیوں کے طفیل اﷲتعالیٰ نے ہمیں یہ کامیابی عنایت فرمائی ہے۔ ہر وہ شخص مبارکباد کا مستحق ہے جس نے ختم نبوت کے لئے تھوڑا بہت کام کیا ہے۔ حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، حضرت اقدس مولانا خان محمد سجادہ نشینؒ کی قیادت باسعادت، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا غلام محمدؒ، سردار میر عالم خان لغاری کی رفاقت باکرامت کے صدقے یہ مشن پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ ملک بھر کے مبلغین ختم نبوت اور کارکنان وبہی خواہان کی قربانیوں کو سراہتے ہوئے تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ وہ اپنی جدوجہد کو تیز کردیں۔ تاکہ جلد از جلد منزل مقصود کو حاصل کریں۔ والسلام دعاؤں کا محتاج، محمد شریف جالندھریؒ۔‘‘

یہ طویل اقتباس آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب اس پلاٹ واقع مسلم کالونی پر جہاں حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمدؒ نے ۷؍جولائی ۱۹۷۶ء کو عصر کی نماز پڑھائی وہاں پہلے عارضی مصلی تیار کیا گیا۔ اس کے ساتھ گارے کا ایک کمرہ، اس کے عقب میں باورچی خانہ وواش روم تعمیر ہوئے۔ حضرت مولانا محمد حیاتؒ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ

قاری محمد منیر صاحب مدرس وامام کے طور پر مقرر ہوئے۔ مسافر طلباء رکھے گئے۔ پھر آٹھ کمروں کا ایک بلاک تعمیر ہوا۔ پھر موجودہ جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی تعمیر ہوئی۔ پھر ۱۹۸۲ء سے پہلی ختم نبوت کانفرنس یہاں منعقد ہوئی۔ پھر مدرسہ کے دیگر کمرے، لائبریری ہال، مہمان خانہ، دوقرآن ہال، اوپر چار رہائش گاہیں، باورچی خانہ، دوسری منزل پر چار ہال جن میں آج بچیوں کا مدرسہ للبنات بھی قائم ہے۔ اس پلاٹ پر تمام بہاریں ہمارے خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی مساعی جمیلہ اور آپ کے بابرکت عہد امارت کی برکتیں وثمرات ہیں۔ (ایک بار پھر اس عنوان کو لینا پڑے گا۔ اس لئے سردست اس کو یہاں چھوڑتا ہوں۔)

حضرت بنوریؒ کی زیر صدارت آخری شوریٰ کا اجلاس

۱۰ر اگست ۱۹۷۷ء مطابق ۲۴ر شعبان ۱۳۹۷ھ حضرت بنوریؒ کی زیر صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ملتان میں منعقد ہوا۔ اس میں دیگر حضرات کے علاوہ ہمارے حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحبؒ بھی شریک ہوئے۔ یہ اجلاس حضرت بنوریؒ کی زیر صدارت آخری اجلاس تھا۔ اس لئے کہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کو سی ایم ایچ راولپنڈی میں آپ کا وصال ہوگیا۔ اس اجلاس میں جو فیصلے ہوئے ان میں یہ زیادہ توجہ کے مستحق ہیں۔

۱...... اگر کسی جماعت نے کوئی قادیانی الیکشن میں کھڑا کیا یا کسی امیدوار نے من حیث الجماعت مرزائیوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی تو مجلس تحفظ ختم نبوت اس کی بھرپور مخالفت کرے گی۔

۲...... مسلم کالونی چناب نگر کا جو نقشہ کرنل امیر حسین صاحب کراچی نے تیار کیا ہے۔ اس کی بجائے مجلس کی ضرورت کے مطابق: الف...... مسجد۔ ب...... اس کے ساتھ دارالمبلغین جہاں سے اندرون وبیرون ملک کے لئے مبلغین تیار کئے جائیں۔ ج...... بہت بڑے درجہ کا عربی مدرسہ جس میں انگریزی کی تعلیم بھی ساتھ ہو۔ د...... اساتذہ، مبلغین کے رہائشی کوارٹر۔

۳...... برطانیہ میں کام کو وسیع کیا جائے۔

۴...... لولاک کی اشاعت کو وسیع کیا جائے۔

قارئین کرام! ان چار اہم فیصلہ جات کو سامنے رکھیں۔ فیصلہ نمبر۲ کی تمام جزئیات بھی ذہن نشین رہیں۔ لیکن خیال رہے کہ اس اجلاس کو ہوئے سوا دو ماہ بھی مکمل نہ ہوئے تھے کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا سانحہ ارتحال پیش آگیا۔ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۷۷ء کو ۳ر ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ تھی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ ذیقعدہ کے اواخر میں حج پر تشریف لے گئے۔ مجلس کے دستور کے مطابق امیر مرکزیہ کا کسی وجہ سے عہدہ خالی ہوجائے تو نائب امیر چھ ماہ کے لئے قائمقام ہوجاتے ہیں۔ قائمقام امیر مرکزیہ کے لئے چھ ماہ کے اندر مجلس عمومی کا اجلاس بلاکر امیر مرکزیہ کا چناؤ ضروری ہوتا ہے۔

قارئین کرام! یہاں پہنچ کر دل کے جذبات آنکھوں سے آنسوؤں کی شکل میں دریا کی سی روانگی اختیار کرتے ہیں۔ ان سطور کے لکھتے وقت تینتیس برس قبل جس کیفیت سے دوچار ہوئے تھے۔ آج اس سے کہیں زیادہ بحران کا شکار ہیں۔ تب تو حضرت بنوریؒ کی جگہ ہمارے قبلہؒ نے سنبھال لی تھی۔ اب حضرت قبلہؒ کی جگہ سنبھالنے والا

دور دور تک کوئی نظر نہیں آرہا۔ ہائے کیا سے کیا ہوگیا؟۔ لیکن امید نہیں کہ ایمان بھی ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کام کو چلایا آئندہ بھی چلائیں گے۔ ذیقعدہ ۱۳۹۷ھ کے اوائل میں حضرت شیخ بنوریؒ کا وصال ہوا۔ وسط ذیقعدہ میں حضرت قبلہؒ حج پر تشریف لے گئے۔ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ کے اوائل میں حج سے واپسی ہوئی تو ۲۶؍۲۷؍۲۸؍دسمبر ۱۹۷۷ء کو چنیوٹ میں کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس تھی۔ چنانچہ حضرت قبلہؒ کی طرف سے ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۷ء مطابق ۱۶؍محرم الحرام بروز منگل بعد از ظہر چنیوٹ گورنمنٹ زنانہ ہائی سکول کے ہال میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی جنرل کونسل (مجلس عمومی) کا اجلاس برائے چناؤ امیر مرکزیہ منعقد ہوا۔ اللہ رب العزت کی شان کریمی ملاحظہ ہو کہ حضرت قبلہؒ کی طرف سے طلب کردہ اجلاس تھا۔ لیکن حضرت قبلہؒ کی طبیعت علیل ہوگئی۔ سفر کے قابل نہ رہے۔ آپ نے حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور کندیاں جامع مسجد غوثیہ کے خطیب حضرت مولانا نذیر احمد کو اجلاس میں اپنی نمائندگی کے لئے روانہ فرمایا۔

قارئین! انسان بھی عجیب چیز ہے۔ ابھی چند سطور پہلے دل ماتم کدہ بنا تھا۔ یہاں پہنچ کر خوشی سے بلیوں اچھل رہا ہے۔ خوشی اس امر کی کہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد و مولانا نذیر احمد صاحب کے ہاتھ حضرت قبلہؒ نے اپنے ہاتھ مبارک سے لکھا ہوا تحریری پیغام بھی مجلس عمومی کے نمائندگان کے لئے ارسال فرمایا۔ یہ تحریر سو فیصد آپ کی اپنی تحریر کردہ ہے۔ اس سے آپ کے ذوق تحریر اور قلم کی پختگی، رائے کی اصابت، قلم کی روانگی، خیالات کا ٹھہراؤ، سب کچھ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم کا معاملہ دیکھیں۔ وہ تحریر پیغام مجلس شوریٰ کے رجسٹر پر درج ہے۔ اسے یہاں پر نقل کرتا ہوں۔ لیکن ٹھہریئے۔ پہلے حضرت قبلہؒ کی عدم تشریف آوری کے باوجود اجلاس ہوا تو اس کی کاروائی کیا تھی۔ وہ بھی ملاحظہ ہو۔ پھر تحریر۔ اس اجلاس میں مجلس عمومی کے ۸۲ ممبران شریک ہوئے۔

حضرت قبلہ کو امیر منتخب کر لیا گیا

کاروائی رجسٹر مرکزی مجلس شوریٰ سے وہ کاروائی من وعن پیش خدمت ہے:

”۲۷؍دسمبر ۱۹۷۷ء بمطابق ۱۶ محرم ۱۳۹۸ھ بروز منگل بعد از ظہر گورنمنٹ زنانہ مڈل سکول چنیوٹ کے ہال میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی جنرل کونسل کا اجلاس برائے انتخاب امیر مرکزیہ و نائب امیر منعقد ہوا۔ جس کی صدارت فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ نے کی۔ تلاوت کلام پاک مولانا قاری محمد اجمل خانؒ لاہور نے کی۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے سابقہ جنرل کونسل کے اجلاس منعقدہ ملتان بتاریخ ۹؍اپریل ۱۹۷۷ء کی کاروائی پڑھ کر سنائی۔ مولانا تاج محمودؒ نے شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوری مرحوم کی وفات حسرت آیات کو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی یتیمی اور عالم اسلام کے لئے عظیم نقصان اور سانحہ فاجعہ قرار دیا۔ حضرت مرحوم کی علمی خدمات اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاندار قیادت باسعادت پر آپ کو خراج تحسین پیش کیا۔ اندرون و بیرون ملک آپ کے عظیم دینی منصوبہ جات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عہد کیا۔ مولانا تاج محمودؒ کی اپیل پر شرکاء اجلاس نے چشم پرنم سے حضرت مرحوم کے لئے دعا فرمائی اور آپ کے مشن تحفظ ختم نبوت کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا عہد کیا۔ بعد ازاں حضرت مولانا نذیر احمد خطیب کندیاں ضلع میانوالی نے حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کا درج ذیل تاریخی پیغام پڑھ کر سنایا۔

حضرت قبلہؒ کا تاریخی خط

بعد الحمد و الصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر ابوالخیل خان محمد عفی عنہ

نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے حضرات گرامی قدر اراکین کرام

مجلس شوریٰ و عاملہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ...... سلمکم اللہ تعالیٰ وعافاکم!

مطالعہ فرماویں کہ آپ حضرات کا اس مبارک اجتماع میں شریک ہونا سلف صالحین کرام اور غازیان اسلام کی یاد تازہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے اسلاف کرام کی پوری پوری اتباع ہم سب کو نصیب فرماوے اور اپنے اکابر کے مسلک پر استقامت اور اس کی حفاظت و اشاعت کی توفیق مرحمت فرماوے۔ آمین!

سب سے پہلے آپ حضرات کی خدمت میں حضرت اقدس شیخ الاسلام علامہ بنوری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کی رحلت سے متعلق تعزیت عرض ہے۔ یہ حادثہ فاجعہ ہم سب کے لئے اور سارے عالم اسلام کے لئے مشترک المیہ ہے اور ہم سب اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ سارے عالم اسلام اور پاکستان کے لئے عموماً اور مسلک حقہ اسلام، دیوبند سے تعلق رکھنے والوں اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے خصوصاً یہ عظیم حادثہ ہے اور ناقابل تلافی نقصان ہے۔ یہ ایک ایسا خلاء پیدا ہوا ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت شیخ الاسلام رئیس العلماء والصلحاء مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ العزیز امیر کل پاکستان مجلس تحفظ ختم نبوت کا دور امارت ہر لحاظ سے بفضلہٖ تعالیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقاصد عظیمہ کی فقید المثال کامیابی اور فائز المرامی کا دور ثابت ہوا ہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی رہنمائی میں اندرون ملک اور عالمی سطح پر تحفظ ختم نبوت کے ادارے نہ صرف قائم ہوئے بلکہ ملحدین وزنادقہ اور فرقہ ضالہ مرزائیہ کے ظاہر اور خفیہ اڈوں اور کمین گاہوں پر مبلغین تحفظ ختم نبوت کی مضبوط تبلیغی پیش قدمی کے راستے کھل گئے اور عالمی سطح پر دشمنان اسلام کی اہل اسلام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سرگرمیاں سرد پڑ گئیں اور اہل اسلام پر ان کا دجل وفریب گمراہی اور کفر واضح ہوگیا اور حضرت اقدس نے بنفس نفیس خود افریقہ اور لندن وغیرہ کا دورہ کیا اور اس پیرانہ سالی کے باوجود فرقہ ضالہ مرزائیہ کا تعاقب کیا اور کامیابی وکامرانی کے ساتھ واپسی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی نصرت وتائید فرماوے۔ آمین!

اگر اندرون اور بیرون ملک مبلغین اراکین وہمدردان اور مخلصان تحفظ ختم نبوت کی تبلیغ دعوت وارشاد کی رفتار اور پیش قدمی اسی طرح جاری رہی، تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور نصرت سے امید ہے کہ اس بدترین فتنہ مرزائیت کے بقیہ آثار اور ادارے حرف غلط کی طرح مٹ جائیں گے اور دین حقہ اسلام کا دور دورہ ہوگا اور خلافت الٰہیہ علیٰ منہاج الکتاب والسنۃ کا قیام ممکن ہوسکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

فقیر کی صحت بحمد اللہ تعالیٰ روبہ ترقی ہے۔ لیکن ابھی کافی کمزوری ہے اور اسی عذر کی وجہ سے اس مہتمم بالشان اور بابرکت اجتماع میں شرکت اور حاضری کی سعادت حاصل نہیں کرسکا۔ امید ہے کہ آپ حضرات اس فقیر کا عذر قبول فرمائیں گے اور اپنی دعاؤں سے اس ناچیز کی فلاح دارین کے لئے مدد فرمائیں گے۔ والعذر عند الکرام الناس مقبول!

اسی لئے اپنی طرف سے مولانا نذیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد کندیاں اور فرزندی عزیز احمد آپ کی

خدمت میں بھیج رہا ہوں۔اس اجتماع میں آپ حضرات کو آئندہ کے لئے تنظیمی انتخاب کرنا ہے اور اس میں خاص طور پر امیر مرکزیہ کا انتخاب خاص اہمیت کا حامل ہے۔اب آپ حضرات کو حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی جگہ پر کرنے کے لئے انہی کے علم وفضل اور عمل واخلاص کے پایہ کے، عالم حق کو اس منصب کے لئے منتخب کرنا ہے جو صاحب قلم بھی ہو اور قادر الکلام مقرر بھی۔ عالم باعمل بھی ہو اور عالمی شہرت کا حامل بھی ہو اور ادارہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت کا دل وجان سے قائل بھی ہو۔اس کے علاوہ کسی مرکزی حیثیت کے شہر کا جو ذرائع آمدورفت کی سہولتوں سے پوری طرح بہرہ ور ہو قیام پذیر بھی ہو۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو ایسے عالم حق کے انتخاب کی رہنمائی اور توفیق عطاء فرماوے۔آمین!

جہاں تک اس فقیر کا تعلق ہے۔اپنے آپ کو تحفظ ختم نبوت کا ایک ادنیٰ خادم ہی بننا اپنے لئے ذریعہ فلاح دارین سمجھتا ہے۔ایک دور دراز گوشہ ملک میں رہتا ہے۔ جہاں آمدورفت کے وسائل محدود اور دشوار ہیں نہ اہل قلم ہے نہ ہی مقرر ہے اور اس عظیم مرتبہ کے لئے ضروری اوصاف سے بالکل عاری اور ناآشنا ہے۔یہ کسر نفسی نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔اس ناچیز کا اس منصب جید کے لئے زیر غور لانا حقیقتاً اس منصب عالیہ کی توہین اور اہانت ہے۔ آپ نے اگر نائب امیر ہونے کی حیثیت سے اس مورے کو سامنے رکھا تو یہ آپ حضرات کی دیانتدارانہ رائے کے سراسر خلاف ہوگا اور آپ حضرات اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں کوتاہی کے مرتکب ہوں گے۔اگر اس فقیر کو اپنی تمام نالائقی کے باوجود منتخب کرلیا گیا اور اس فقیر سے اپنی نالائقی کی بنا پر کوتاہیاں سرزد ہوئیں جو کہ یقینی ہیں اور یاتی بالعجائب کا نمونہ پیش کیا تو اس میں آپ حضرات برابر کے شریک ہوں گے۔اللہ تبارک وتعالیٰ محفوظ ومعوّن رکھے۔ آمین! لہٰذا آپ حضرات کی خدمت میں نہایت دردمندانہ اپیل ہے کہ اس کے متعلق اپنی دیانت کے مطابق پوری سوچ اور فکر کے ساتھ فیصلہ کریں۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کی مدد ونصرت اور رہنمائی فرماوے اور صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق رفیق گردانے۔آمین!

فقیر دعاگو ہے کہ مولائے کریم ورحیم جل شانہ آپ حضرات اور جملہ اراکین وہمدردان مجلس تحفظ ختم نبوت اور جملہ اہل اسلام کو اقصائے عالم میں ظاہری وباطنی خیروبرکت اور صحت وعافیت دارین اور فتح ونصرت اور تمکن ورسوخ سے نوازے اور دین حقہ اسلام کی بیش از بیش خدمت تبلیغ اور اشاعت کی توفیق کرامت فرماوے اور اپنے فضل وکرم اور رضاوحفظ خاص سے سرفراز فرماکر اپنے انصار اللہ اور حزب اللہ کے زمرہ میں محشور فرماوے۔ آمین! باالنبی الامی خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ!

دستخط: فقیر خان محمد عفی عنہ خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی

مورخہ ۱۴ر محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

پیغام کے پڑھے جانے کے بعد مولانا تاج محمودؒ نے اجلاس سے خطاب کیا اور فرمایا کہ حضرت مولانا خان محمدؒ صاحب نے جن شرائط اور صلاحیتوں کا اس پیغام میں ذکر فرمایا ہے وہ تمام کی تمام حضرت موصوف میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ہم نے اس پیغام کا ایک ایک حرف دل کی گہرائیوں سے سنا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اکابرین کی

یہ امانت، مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی صحیح قیادت حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب فرما سکتے ہیں۔ اس لئے آئندہ تین سال کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزیہ کے لئے میں حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔ ان کے بعد حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے تائیدی کلمات کہے۔ مولانا تاج محمودؒ کی تجویز اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی تائید سے تمام شرکاء اجلاس نے بھرپور تائید کے ذریعہ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کو آئندہ تین سال کے لئے دستور کی دفعہ نمبر۶ شق نمبر۱ کے تحت امیر مرکزیہ منتخب کرلیا گیا۔

امیر مرکزیہ کے انتخاب کے بعد مولانا تاج محمودؒ نے تجویز پیش کی کہ حضرت امیر مرکزیہ نے ایک گونہ امارت سے بزرگانہ معذرت فرمائی ہے۔ اس لئے اس ہاؤس کے جذبات حضرت کی خدمت میں پہنچانے کے لئے مجلس کے خدام کا ایک وفد خانقاہ سراجیہ جائے گا اور حضرت سے درخواست کرے گا کہ وہ کاروان بخاری کے اس لٹے پٹے یتیموں کے قافلہ کی سرپرستی فرمائیں۔ جسے ہاؤس نے بالاتفاق منظور کرلیا۔ اس کے بعد مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال کا نائب امارت کے لئے نام پیش کیا جسے بالاتفاق منظور کرلیا گیا۔ مولانا تاج محمودؒ کے حکم پر مولانا حبیب اللہ فاضل جالندھریؒ نے دعاء کرائی۔ آپ کی دعاء پر یہ اجلاس بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ مجلس عمومی (جنرل کونسل) کی کارروائی آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس میں ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک وفد حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کی خدمت میں جائے گا اور آپ سے امارت سنبھالنے کے لئے مجلس عمومی کے ارکان کے جذبات کی ترجمانی کرے گا۔ اللہ رب العزت معاف فرمائیں۔ راقم مسکین کو ایسے یاد پڑتا ہے۔ فیصل آباد سے مولانا تاج محمودؒ، فقیر راقم، ملتان سے مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا غلام محمد، کراچی سے سردار میر عالم لغاری حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہؒ نے شفقت فرمائی کہ انکار کا ایک لفظ بھی نہیں فرمایا۔ فلحمدللہ!

راقم کا خیال ہے کہ آگے چلنے سے قبل حضرت بنوریؒ کی زیر صدارت جو آخری اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس میں جو فیصلے ہوئے۔ اب حضرت بنوریؒ کی جگہ حضرت قبلہؒ تشریف لائے تو آپ کی امارت میں ان پر کیا عمل درآمد ہوا۔ اس حصہ کو مکمل کرلیا جائے تو پھر آگے چلنے میں آسانی ہوجائے گی۔

۱۰؍اگست کی کارروائی کا فیصلہ نمبر۱: الیکشن اور قادیانی

الیکشن میں قادیانی کھڑا ہوا تو مجلس اس کے لئے رکاوٹ بنے گی۔ الحمدللہ! اس فیصلہ کے بعد سے لے کر آج تک قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ میں ایک بھی قادیانی، عام الیکشن لڑ کر نہیں جاسکا۔ اللہ رب العزت کروڑوں کروڑ رحمتیں نازل فرمائیں۔ ہمارے مخدوم قبلہ حضرت صاحبؒ کی روح پرفتوح پر کہ آپ کی نیم شبانہ دعائیں۔ شبانہ روز محنت بلکہ بھرپور جدوجہد کے باعث پورے ملک کی فضا اب ایسے بن گئی ہے کہ قادیانیوں کا عام الیکشن میں حصہ لینا، الیکشن لڑنا تو رہا درکنار، کوئی قادیانی الیکشن لڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور بڑے سے بڑا البرل سیاستدان بھی قادیانی حمایت حاصل کرنے کا حوصلہ نہیں کرسکتا۔ (۱) یہ محض اللہ رب العزت کا فضل۔ (۲) مسئلہ ختم نبوت کی برکت (۳) اور ہمارے حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کی قیادت باسعادت کے ثمرات ونتائج ہیں۔ اس پر اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ فلحمدللہ اوّلا وآخر!

حضرت قبلہؒ کی قیادت باسعادت میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ جس کے تحت قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ الیکشن لڑنے کے لئے ووٹ کا ہونا ضروری ہے۔ ووٹ بنوانے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی جمیلہ (جو محض اللہ رب العزت کا فضل ہی ہے اور بس) قادیانی شاطر قیادت ایسی بری طرح پھنسی ہے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ اس لئے کہ ووٹر فہرستیں جناب بھٹو صاحب کے دور سے اس وقت تک ایسے بنتی ہیں کہ مسلمانوں کی فہرستیں علیحدہ، غیرمسلموں کی فہرستیں علیحدہ۔ اب قادیانی خود کو مسلمان لکھوائیں اور مسلمانوں کی ووٹر لسٹوں میں نام درج کرائیں تو امتناع قادیانیت آرڈیننس کے تحت قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتے۔ مسلمان کہلوائیں تو کیس درج ہو، اور تین سال کے لئے جیل جائیں اور اگر غیرمسلموں میں ووٹ بنوائیں تو ان کا یہ دعویٰ غلط کہ ہم تو مسلمان ہیں۔ ایسی مشکل میں قادیانیت پھنسی ہے کہ وہ ووٹر لسٹوں میں اپنا نام درج نہیں کراتے۔ الیکشن لڑنا تو رہا درکنار وہ کسی مسلمان کو ووٹ دے کر بلیک میل کرنے کی پوزیشن میں بھی نہیں رہے۔ ابھی پرویز مشرف کے دور میں طریقہ انتخاب، مخلوط الیکشن کا بحال کیا گیا۔ تو اس کی آڑ میں ووٹر فہرستوں سے مسلم وغیرمسلم کی تمیز ختم کر دی گئی۔ اس پر مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتجاج کیا۔ اللہ رب العزت نے کرم فرمایا کہ کفر ہار گیا۔ اسلام جیت گیا۔ اب الیکشن مخلوط ہوں یا جداگانہ۔ ووٹر فہرستیں بہرحال جداگانہ ہی تیار ہوتی ہیں۔ فیصلہ حضرت بنوریؒ کے عہد امارت میں ہوا۔ اس پر مکمل عمل درآمد اور اس کے کوثر و تسنیم سے دھلے نتائج یہ ہمارے قبلہؒ کے عہد امارت میں حاصل ہوئے۔ فلحمدللہ اوّلاً و آخراً!

۱۰/اگست ۱۹۷۷ء کی کاروئی کا فیصلہ نمبر۲ مسلم کالونی چناب نگر

مسلم کالونی چناب نگر (الف) مسجد۔ (ب) دارالمبلغین۔ (ج) بہت بڑا عربی مدرسہ جس میں انگلش بھی پڑھائی جائے۔ (د) اساتذہ و مبلغین کے رہائشی کوارٹر تعمیر کئے جائیں۔

قارئین کرام! ۲۴/دسمبر ۱۹۷۴ء سے چناب نگر، آر۔ ایم چناب نگر کی عدالت میں مجلس تحفظ ختم نبوت نے نمازوں کا اہتمام کر دیا تھا۔ جنوری ۱۹۷۶ء سے مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن کی تعمیر کا بھی آغاز ہو گیا۔ مسلم کالونی چناب نگر کا بننا، اس میں مسجد و مدرسہ کا پلاٹ رکھا جانا، اس پلاٹ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مل جانا۔ ۷/جولائی ۱۹۷۶ء کو حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کا نماز عصر کا پڑھانا۔ یہ تمام امور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے عہد امارت میں طے ہو گئے تھے۔ ان تمام کامیابیوں کے باوجود دن رات یہ ادھیڑبن ہوتی رہی کہ اس مسلم کالونی چناب نگر میں حضرت بنوریؒ تشریف لائیں۔ پروگرام بنتے اور ٹوٹتے رہے۔ کبھی حکومتی اجازت کی مشکل پیش آجاتی، کبھی حضرت شیخ بنوریؒ کی مصروفیات آڑے آجاتیں۔ کبھی موسم کا بہانہ کھڑا ہو جاتا۔ غرض ان تمام تاویلوں کی بجائے یہ کہا جائے تو بہت بہتر ہوگا کہ حق تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق ابھی یہ وقت نہیں آیا تھا۔ کام کا آغاز تو حق تعالیٰ نے حضرت بنوریؒ کے عہد میں کرا دیا۔ لیکن وہ خود یہاں تشریف نہ لا سکے۔ اس کام کو آگے بڑھانے، نگرانی و سرپرستی کرنے، دن رات اس کے متعلق دعائیں کرنا یہ تمام سعادتیں حضرت قبلہؒ کے عہد امارت کے حصہ میں اللہ رب العزت نے مقدر فرما رکھیں تھیں۔

الف: مسجد

جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کا ہال 35×65 کا ہے۔ برآمدہ 14×65 کا ہے۔ نچلے برآمدہ پر اور دوسری منزل میں بھی اتنے سائز کا برآمدہ ہے۔ مسجد کے ہال میں کوئی پلر نہیں ہے۔ وسیع وعریض ہال، برآمدہ کے علاوہ صحن 125×65 کا ہے۔ مسجد کا مینارا ایک سو بیس فٹ بلند ہے۔ مسجد کے ہال میں چھت کے نیچے شمال کی دیوار نصف، مغرب کی دیوار مکمل۔ جنوب کی دیوار نصف پر خوبصورت اوپر کی لائن میں اسماء الٰہی اور نیچے کی لائن میں اسماء النبیؐ بہت خوبصورت منظر پیش کرتے ہیں۔ اسمائے مبارکہ ماربل کی ٹائلوں پر ہیں۔ مسجد کے ہال و برآمدہ میں دیواروں کا حاشیہ اور فرش پر عمدہ چپس کا کام کیا گیا ہے۔ مینار پر مکمل عمدہ ماربل لگا ہوا ہے۔ اسی طرح مسجد کے پورے فرنٹ پر عمدہ ماربل لگا ہوا ہے۔ مسجد کے مکمل صحن میں مضبوط لوہے کی تاروں کی وائرنگ کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ پنکھے لٹکائے گئے ہیں۔ ایک سو پچیس فٹ کے لمبے صحن میں کوئی پلر نہیں ہے۔ اس وقت آٹھ صفوں کے اوپر پنکھے لگوائے ہیں۔ شعبان میں ان کی تعداد دگنا کرنا ہے۔ تاکہ کورس کے شرکاء شدید گرمی کے دنوں میں بھی سکون حاصل کرسکیں۔ یہ مسجد کا تمام کام حضرت قبلہؒ کے عہد امارت میں ہوا ہے۔

ب: دار المبلغین

الحمدللہ! اس پر بھی عمل درآمد ہورہا ہے۔ حوالہ جاتی کتب پر مشتمل عظیم الشان بخاری لائبریری، مسلم کالونی چناب نگر کے مدرسہ میں موجود ہے۔ جس میں حوالہ جاتی کتب (ریفرنس بکس) دس ہزار کے قریب موجود ہیں۔ وسیع وعریض لائبریری ہال اب تنگی دامن کا گلہ کرتا ہے۔ اب لائبریری کے لئے نیا لائبریری ہال زیر تجویز ہے۔ ملتان میں ہر سال ماہ شعبان میں دار المبلغین کی کلاس لگتی تھی۔ ۱۴۱۶ھ سے اسے چناب نگر منتقل کیا گیا۔ اس وقت تک اس سے ہزاروں علماء نے سالانہ رد قادیانیت کا کورس کیا ہے۔ دار المبلغین کورس کا چناب نگر میں اجراء، آغاز اور عروج یہ سب کچھ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے عہد امارت میں ہوا۔ قارئین کرام! یہاں پہنچ کر دل کے اس دکھڑے کا اظہار کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس کورس کے آغاز واختتام پر حضرت قبلہؒ خود تشریف لاتے تھے۔ اگر آغاز پر تشریف نہیں لاسکے تو درمیان میں کم ازکم ایک رات کورس کے شرکاء میں چناب نگر ضرور گذارتے۔ طلباء کی عید ہوجاتی۔ بیعت ہوتے، زیارت کرتے۔ مجلس میں بیٹھتے، اختتام پر تشریف لانا تو آپ کا معمول تھا۔ بیماری کے باوجود تکلیف اٹھا کر بھی مسکینوں کی گذارش کو شرف قبولیت بخشتے اور تشریف لاتے۔ سوائے آخری چند سالوں کے کبھی بھی ناغہ نہیں ہوا۔ دار المبلغین کے اس فیصلہ پر عمل درآمد اور اس شان وشوکت کے ساتھ یہ سب ہمارے حضرت قبلہؒ کے عہد امارت میں ہوا۔ اس وقت پنجاب کے کامیاب ترین کورسوں میں سے ایک یہ کورس بھی ہے۔ جسے حضرت قبلہؒ کی سرپرستی کا اعزاز حاصل رہا ہے اور انشاءاللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ یہ سب ہمارے حضرت قبلہؒ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

ج: بہت بڑا چناب نگر میں مدرسہ عربی

جس میں انگلش کی بھی تعلیم ہو۔ اس فیصلہ پر عمل درآمد بھی حضرت قبلہؒ کے عہد امارت میں ہوا۔ اس وقت

تین حفظ کی کلاسیں، ایک گردان کی، درجہ ثالثہ تک عربی کتب، میٹرک تک کی تعلیم جاری ہے۔ بچیوں کی تعلیم علاوہ ازیں ہے۔ قرآن مجید کے درجہ کے چار استاذ، درجہ کتب عربی کے تین اساتذہ، درجہ انگلش و اردو کے تین اساتذہ اور دو استانیاں پڑھا رہی ہیں۔ خادم، گیٹ کیپر، مبلغ، باورچی خانہ کا عملہ علاوہ ازیں ہیں۔ یہ سب کچھ بھی حضرت خواجہؒ کے عہد امارت میں ہوا۔ انشاء اللہ اس میں مزید در مزید ترقی ہوگی۔ صبح درس قرآن ہوتا ہے۔ تبلیغ کے لئے جماعتیں نکلتی ہیں۔ ان کی چلت پھرت، ہر روز عشاء کے بعد مراقبہ و ذکر کی مجلس ہوتی ہے۔ صبح کو کلاسیں شروع ہونے سے قبل سورہ یٰسین کا ختم، ہر روز عصر کے بعد درود شریف کی مجلسیں جاری ہیں۔ یہ سب ہمارے حضرت قبلہؒ کا فیض ہے۔ اللھم رب تقبل وزدفزد آمین! مدرسے کے نچلے حصہ میں تیرہ کمرے ہیں۔ ان میں پانچ ہال ہیں۔ مہمان خانہ، طلباء کی رہائش و درسگاہوں کا ان سے کام لیا جارہا ہے۔ اوپر کی دوسری منزل میں چار ہال ہیں۔ ایک کمرہ ہے۔ کمرہ اور ایک بہت بڑا ہال بچیوں کی تعلیم کے لئے وقف ہے۔ دو دار القرآن ہیں جو 25x25x80 پر مشتمل ہیں۔ ان کے درمیان میں گیلری ہے۔ جو 16×80 پر مشتمل ہے۔ وسیع و عریض دو ہال مطعم کے ہیں۔ ان میں روٹی پکائی کی مشین، وگیس کے تندور لگے ہیں۔ باورچی خانہ کے سٹور علاوہ ازیں ہیں۔ مسجد و مدرسہ کے صحن میں درمیان میں تین گرین بلٹ ہیں۔ سبز قدرتی قالین بچھا ہے۔ یہ سب ہمارے حضرت قبلہؒ کے عہد امارت کی فتوحات ہیں۔ فلحمد للہ! ایک سو سے زائد لیٹرین، وسیع و عریض ٹینکی جس میں کئی ہزار لیٹر پانی ذخیرہ رہتا ہے۔ وضو خانہ، مسجد کے صحن کی جنوبی بغل میں جس پر بیک وقت ساٹھ ستر آدمی وضو کر سکتے ہیں۔

د: اساتذہ و مبلغین کے رہائشی کوارٹر

مسجد کے عقب میں ایک رہائشی کوارٹر ہے اور اس کوارٹر کو اعزاز حاصل ہے کہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے موقعہ پر (سوائے ایک سال کے) ہمیشہ ۱۹۸۲ء سے گذشتہ سال تک جب بھی حضرت قبلہؒ کی تشریف آوری ہوتی۔ آپ اسی مکان پر فروکش ہوتے تھے۔ چار کوارٹر قرآن ہالوں کی بالائی منزل پر ہیں۔ کالونی کے غربی حصہ میں پانچ مرلوں کے پلاٹ پر دو رہائشی کوارٹر ہیں۔ یہ سب مجلس کے ملکیتی ہیں اور ان کی تعمیر مکمل ہوچکی ہے۔ یہ کل سات عدد ہیں۔ حضرت قبلہؒ کی زیر صدارت جو آخری اجلاس مجلس شوریٰ کا اس سال خانقاہ شریف میں ہوا۔ چھ کوارٹروں کی تعمیر کی منظوری شوریٰ نے دی۔ قارئین! جس دن حضرت قبلہؒ خانقاہ شریف سے ملتان تشریف لائے اسی روز وہاں پر تعمیر کا آغاز ہوا۔ اس وقت ان سطور میں فقیر راقم اس بحث کو سمیٹ رہا ہے کہ حضرت شیخ بنوریؒ کے آخری اجلاس کے فیصلوں پر عمل درآمد حضرت قبلہؒ کے عہد امارت میں ہوا۔ لیکن حضرت قبلہؒ کے عہد امارت کے آخری اجلاس کے فیصلہ پر عمل درآمد کا آغاز بھی حق تعالیٰ نے حضرت قبلہؒ کی زندگی کے آخری دنوں میں کرادیا۔ کس زبان سے حق تعالیٰ کے کرم کا شکر ادا کیا جائے۔ یا اللہ میرے حضرتؒ کے فیض کو قیامت کی صبح تک موسلا دھار بارش کی طرح جاری وساری رکھ۔ قارئین کرام! انشاء اللہ ایسے ہی ہوگا۔

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا آغاز

پاکستان بننے کے بعد جنوری ۱۹۴۹ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ تب سے

قادیانیوں کے مقابلہ میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کا چنیوٹ میں آغاز کیا گیا۔ قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ۲۵ تا ۲۷؍دسمبر منعقد ہوتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں ختم نبوت کی کانفرنس ۲۶ تا ۲۸ دسمبر منعقد ہوتی تھی۔ ایک دن تاخیر سے کانفرنس کا آغاز ہوتا تھا۔ نتیجہ میں ختم بھی ایک دن بعد ہوتی تھی۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ چناب نگر میں قادیانیوں کے مقرر جو کہتے تھے۔ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں اس کا ساتھ ساتھ جواب دیا جاتا تھا۔ حق وباطل کا یہ معرکہ جاری رہا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں پہلے چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر چنیوٹ کی کانفرنس کے درمیان کا کوئی جمعہ وہاں رکھ لیا جاتا۔ ایک دو بھرپور جمعہ جات چناب نگر قادیانیوں کے شہر کے قلب میں ہوگئے۔ تو اب قادیانیوں کا یہ پروپیگنڈہ کہ اہل اسلام کی ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں منعقد ہوئی تو فساد ہو جائے گا۔ قادیانیوں کا یہ پروپیگنڈا ھباء منثورا ثابت ہوا۔ تو اب سالانہ ختم نبوت کانفرنس بجائے چنیوٹ کے چناب نگر منعقد کرنے کا اعلان ہوا۔ ساتھ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنس حسب سابق دسمبر میں منعقد ہوا کرے گی۔ چنانچہ ہمارے حضرت قبلہ خواجہ خان محمدؒ صاحب کی زیر قیادت ۲۳، ۲۴؍اکتوبر ۱۹۸۲ء کو اہل اسلام کا قافلہ ایک بار پھر نئی شان کے تحت چناب نگر میں داخل ہوا اور یوں ختم نبوت کانفرنس کی بنیاد ۱۹۸۲ء سے چناب نگر میں ڈالی گئی۔ اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ ربع صدی سے زائد عرصہ ہوگیا ہے۔ یہ کانفرنس بڑی آب وتاب کے ساتھ جاری ہے۔ اس کانفرنس کی تاریخ مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی ساتھی کو توفیق دے دیں تو وما ذالك علے الله بعزيز!

۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۴ء چناب نگر اکتوبر کی ختم نبوت کے ساتھ ساتھ چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنس دسمبر میں بھی منعقد ہوتی رہی۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس آجانے کے باعث قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگ گئی تو چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا داعیہ ختم ہوگیا۔ اب صرف چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ قارئین کرام! ایک وقت ہوتا تھا کہ چناب نگر میں کسی مسلمان کو قدم رکھنے کی اجازت نہ تھی۔ اب کفر کی زبوں حالی کا یہ عالم ہے کہ ان کا سالانہ جلسہ چناب نگر میں نہیں ہوسکتا۔ لیکن اہل اسلام کا اجتماع بڑی دھوم دھام سے منعقد ہوتا ہے۔ چناب نگر کی اس کانفرنس میں پاکستان کی پوری دینی قیادت کے علاوہ انڈیا، سعودی عرب، افریقہ، برطانیہ سے مقررین تشریف لاتے رہے۔ اہل اسلام کا یہ نظریاتی اجتماع ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ یہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی حسنات میں سے ہے۔ جس کا آغاز حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے مبارک ہاتھوں سے ہوا۔ حق تعالیٰ اس کی بہاروں کو تا ابد تروتازہ رکھیں۔ آمین بحرمة النبی الكريم!

حضرت قبلہؒ اپنے استاذ کے نقش قدم پر

ا...... پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت اس شرط پر قبول فرمائی کہ نائب امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب ہوں گے۔ بعینہٖ اس طرح ۲۷؍دسمبر ۱۹۷۷ء کو چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس کے موقعہ پر حضرت قبلہؒ کو امیر مرکزیہ بنایا گیا۔ حضرت قبلہؒ کے معذرت کرنے کے باعث طے ہوا کہ مجلس کا وفد خانقاہ شریف جاکر چنیوٹ میں ہونے والے فیصلہ کی حضرت قبلہؒ سے توثیق کرائے۔ چنانچہ

۱۷/جنوری ۱۹۷۸ء کو خانقاہ شریف میں مجلس کے ذمہ داران شریک اجلاس ہوئے۔ حضرت قبلہؒ نے اس فیصلہ کی توثیق فرمائی۔ بائیس رکنی شوریٰ کے ناموں کا اعلان فرمایا۔ دیگر عہدوں کو بھی پر کیا۔ البتہ مرکزی خازن کے عہدہ کو زیر تجویز رکھا۔ اس کی تھوڑی سی تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے عہد امارت میں ۶۸/۱۹۶۹ء میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھریؒ ملتان دفتر مرکزیہ تشریف لائے اور مجلس کے خازن کے طور پر کام کرنا شروع کیا۔ حضرت جالندھریؒ کے وصال کے بعد بھی مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے عہد امارت اور فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ کے عہد امارت کے اوائل میں بھی اس عہدہ پر شاندار خدمات سرانجام دیں۔ حضرت مولانا محمد حیاتؒ کے (عارضی) عہد امارت کے اواخر میں آپ نے فیروزہ میں اپنی جدی زرعی زمین کو آباد کرنے کے لئے سعی کی۔ اس میں ایسے منہمک ہوئے کہ رہائش بھی وہیں منتقل کرلی تو اب دفتر مرکزیہ میں مرکزی خازن کے لئے وقت نکالنا ان کے لئے ممکن نہ رہا۔ تب حضرت مولانا غلام محمد صاحب کو عارضی طور پر خازن مقرر کیا گیا۔ ۲۹/اپریل ۱۹۷۴ء سے ۱۷/جنوری ۱۹۷۸ء تک وہ خازن کی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔ لیکن ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور اس کے متصل بعد حضوری باغ روڈ ملتان پر مجلس کے نئے دفتر کی تعمیر اور تحریک کے بعد بیرون ممالک کے مجلس کے وفود۔ غرض کام اتنا پھیلا کہ چار سال ۱۳۹۴ھ تا ۱۳۹۷ھ کا آڈٹ نہ ہوسکا اور مولانا غلام محمد مرحوم کے لئے اس پھیلے ہوئے حساب کو سمیٹنا دریا کو کوزہ میں بند کرنے کی طرح مشکل ہوگیا۔

قارئین کرام! حضرت بنوریؒ نے فرمایا تھا کہ میں امیر، تو مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب نائب امیر ہوں گے۔ اسی طرح آج ۱۷/جنوری ۱۹۷۸ء کو حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کے فیصلہ کی بھی یہی تعبیر سب سے مناسب ہے کہ اگر میں امیر تو مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی خازن ہوں گے۔ حضرت قبلہؒ نے والا نامہ، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے نام تحریر فرمایا کہ آپ اپنی تمام تر مصروفیات کو بتدریج سمیٹ کر کلیتہً دفتر مرکزیہ تشریف لاکر خازن کے عہدہ کو سنبھالیں اور جب تک کلیتہً ہمہ وقتی ملتان دفتر تشریف لانا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ یعنی تین ہفتے (بائیس دن) ملتان اور ایک ہفتہ فیروزہ اپنے کام کو دیں۔ یہ خط حضرت مولانا تاج محمودؒ کے سپرد کیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ فلاں دن یہ خط لے کر اللہ وسایا فیروزہ جائے گا۔ اسی دن شام کو میر عالم خان لغاری خانپور آجائیں گے۔ اگر تو حضرت قبلہؒ کے خط پر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری آمادہ ہوجائیں تو فلحمد للہ! ورنہ اللہ وسایا خانپور آکر سردار میر عالم خان لغاری کو رپورٹ دے تاکہ وہ خود جاکر حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کو آمادہ کریں۔ خانقاہ شریف سے فیصل آباد گئے۔ اگلے روز حضرت قبلہؒ کے خط کے ہمراہ اپنی طرف سے دوسرا خط مولانا تاج محمودؒ نے تحریر فرمایا۔ وہ دونوں ایک لفافہ میں لے کر فقیر فیصل آباد سے فیروزہ گیا۔ پوری رات کا سفر اگلے روز ۹،۱۰ بجے فیروزہ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے زمینوں پر قائم ڈیرہ پر حاضر ہوا۔ حضرت مولانا حافظ حبیب الرحمٰن جالندھریؒ، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، حافظ حفظ الرحمٰن تینوں بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ اپنے چھوٹے بھائی حفظ الرحمٰن کو دونوں بھائیوں نے کھانا لانے کے لئے بھیج دیا۔ فقیر نے خط پیش کئے۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے ایک خط پڑھا اور بھائی حبیب الرحمٰن کو دے دیا۔ دوسرا خط پڑھا اور بھائی حبیب الرحمٰن کو دے دیا۔

غرض کھانا چائے آنے تک ان حضرات کی مشاورت مکمل ہوگئی۔ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے دن مقرر کردیا کہ فلاں روز پہلے فیصل آباد حاضر ہوں گا۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ سے ملاقات ومشاورت کے بعد خانقاہ شریف حضرت قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ ظاہر ہے کہ مثبت پیش رفت تھی۔ اب خانپور سے لغاری صاحب کو فیروزہ زحمت دینے کی ضرورت نہ رہی۔ فقیر نے واپس آکر رپورٹ دی۔ حسب وعدہ مولانا عزیز الرحمٰن فیصل آباد آئے۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ کو ملے۔ چچا، بھتیجا راضی تے کیا کرے قاضی!

مولانا تاج محمودؒ نے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کو آمادہ کرلیا۔ وہ سردست ۲۲ دن ملتان قیام کے لئے آمادہ ہوگئے۔ بظاہر تو اس جدوجہد کی کہانی عرض کررہا ہوں۔ لیکن اگر قارئین کا ذوق ساتھ دے تو عرض کروں گا کہ غیب سے قدرت باری تعالیٰ یوں ہمارے حضرت حضرت خواجہ صاحبؒ کی تمناؤں کو قبولیت کے ثمرات سے سرفراز فرمارہی تھی۔ چنانچہ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری خانقاہ شریف گئے۔ حضرت قبلہؒ سے ہدایات لیں۔ واپسی ملتان دفتر تشریف لائے۔ حسابات کی ترتیب کے لئے مولانا غلام محمد کو خطوط متعین کر کے دیئے۔ واپس فیروزہ گئے۔ اپنے کام کا عارضی متبادل انتظام کیا۔ ملتان تشریف لائے۔ مولانا غلام محمد کا حساب تو موجود تھا۔ اسے ترتیب دیا۔ کھتان کیا۔ بل ترتیب دیئے اور چند ہفتوں میں چار سال کا حساب آڈٹ کے لئے بھجوادیا۔ یوں بائیس دن ملتان، ایک ہفتہ فیروزہ کچھ عرصہ چلتا رہا۔ پھر حضرت قبلہؒ کے حکم پر مستقل ملتان تشریف لائے۔

قارئین! کو فقیر نے بہت لمبا سفر کرایا۔ لیکن اس کے بغیر بات کو سمجھنا مشکل تھا۔ اب توجہ فرمایئے تو دوحرفی بات یہ ہے کہ: ''حضرت قبلہ خواجہ خان محمدؒ صاحب، حضرت شیخ بنوریؒ، کی دریافت تھے تو حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ہمارے حضرت خواجہ صاحبؒ کی دریافت ہیں۔'' تینتیس سال حضرت خواجہ صاحبؒ نے مجلس کی امارت کی کشتی کو چلایا ہے تو تینتیس سال مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے آپ کے زیرسایہ قدم بقدم دفتر مرکزیہ اور مرکزی نظم کو چلایا ہے۔ ایک تو مثال حضرت قبلہ خواجہ خان محمدؒ کے اپنے استاذ کے نقش پر چلنے کی فقیر نے یہ عرض کی ہے۔ اب ایک اور بھی سنئے۔

۲...... مورخہ ۹؍اپریل ۱۹۷۴ء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت بنوریؒ بنے۔ ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے ملتان نشتر میڈیکل کے طلباء پر حملہ کیا۔ پورے ملک میں شدید ردعمل ہوا۔ اس پر سوچ وبچار کے لئے ۳؍جون ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں مجلس عمل کا اجلاس طلب کیا گیا۔ مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ، مولانا محمد اسحاق چیمہؒ کی لالہ موسیٰ اسٹیشن پر گرفتاری کے باعث وہ اجلاس نہ ہوسکا۔ چنانچہ ۱۰؍جون ۱۹۷۴ء کو شیرانوالہ انجمن خدام الدین لاہور میں دوبارہ اجلاس رکھا گیا۔ اس میں تمام دینی جماعتوں نے متفقہ طور پر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا عارضی کنوینئر مقرر کردیا اور باضابطہ انتخاب کے لئے ۱۶؍جون کو فیصل آباد میں اجلاس رکھا گیا۔ جس میں حضرت شیخ بنوریؒ کو مرکزی مجلس عمل کا سربراہ مقرر کردیا گیا۔ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی تو ملتان کے ایک اجلاس میں حضرت بنوریؒ نے انکشاف فرمایا کہ میں نے ۱۶؍جون کے اجلاس سے قبل علیحدہ کمرہ میں صلوٰۃ الحاجت

پڑھ کر رو رو کر اللہ رب العزت سے دعاء کی تھی کہ میں مجلس عمل کی قیادت کے قابل نہیں۔ یہ عہدہ باری تعالیٰ کسی اور کو دے دیں۔ لیکن اللہ رب العزت نے ہما کو میرے سر پر بٹھا دیا۔

بعینہ اس طرح ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۷ء چنیوٹ کے انتخابی اجلاس مجلس تحفظ ختم نبوت سے قبل حضرت قبلہؒ نے خط لکھ کر اس عہدہ سے معذرت کی۔ تو معذرت حضرت شیخ بنوریؒ نے بھی کی اور معذرت حضرت قبلہؒ نے بھی کی۔ شاگرد استاذ کے قدم بقدم چل رہا ہے۔ دعاؤں کے باوجود جس طرح حق تعالیٰ نے مرکزی مجلس عمل کی صدارت کا بارگراں حضرت شیخ بنوریؒ کے کندھوں پر رکھ دیا۔ ادھر تمناؤں کے باوجود اللہ رب العزت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کا بارگراں حضرت شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کے کندھوں پر رکھ دیا۔ طابق النعل بالنعل! اس کو کہتے ہیں۔ یعنی قدم بقدم!

پہلا اجلاس

۱۹ر فروری ۱۹۷۸ء کو حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کی نامزد کردہ مجلس شوریٰ کا پہلا اجلاس ملتان میں منعقد ہوا۔ اس میں دیگر فیصلہ جات کے علاوہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ پر مشتمل نشرواشاعت کے کام کو جدید خطوط پر وسعت دینے کے لئے کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کمیٹی کے سربراہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مقرر ہوئے۔ قارئین فروری ۱۹۷۸ء سے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت تک جتنا نشرواشاعت کا کام ہوا۔ یہ ہمارے حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب کی زیر صدارت پہلے اجلاس کے فیصلہ کی برکات ہیں۔

ضیاءالحق کے زمانہ میں ووٹر فارم کی عبارت میں تبدیلی

قبلہ حضرت صاحبؒ نے جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت سنبھالی۔ اس وقت ملک میں جناب جنرل محمد ضیاءالحق صاحب کا عہد اقتدار تھا۔ جنرل صاحب نے نوے دن کے اندر الیکشن کرانے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ عہد تو رہا اپنی جگہ۔ موصوف نے سالہا سال تک خود کو حکومت پر براجمان کئے رکھا۔ موصوف نے اوّلاً قومی اتحاد کو حکومت میں شمولیت کے لئے دعوت دی۔ تب جماعت اسلامی جنرل صاحب کی حکومت میں شمولیت کے لئے اتنی بے تاب تھی۔ اگر قومی اتحاد ان کی بات نہ مانتا تو وہ قومی اتحاد کو خیرباد کہنے کے لئے بھی تیار تھے۔ تب قومی اتحاد کے سربراہ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ مفتی صاحب اور نوابزادہ نصراللہ خان نے کڑوا گھونٹ بھرا اور قومی اتحاد نے حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ جنرل صاحب نے الیکشن ملتوی کیا۔ پھر ریفرنڈم۔ غرض اس دوران دوتین بار ایسے مواقع پیش آئے کہ قادیانیوں کے متعلق جو ترمیم تھی وہ غتربود ہوتی نظر آئی۔ اس موقعہ پر مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت پر فائز ہمارے حضرت قبلہؒ نے کس طرح امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔ اس کا نمونہ ذیل کے واقعہ سے آپ محسوس کریں گے۔

پاکستان جداگانہ قومیت کے نام پر بنایا گیا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد پہلے الیکشن جداگانہ ہوئے۔ پھر ملک میں مخلوط طریقہ انتخاب نافذ ہوگیا۔ اب جنرل محمد ضیاءالحق نے مخلوط کی بجائے جداگانہ طرز انتخاب کا اعلان کیا۔

جناب بھٹو صاحب مرحوم کے عہد حکومت سے مسلم ووٹروں کے لئے ووٹر فارم میں ایک حلف نامہ شامل تھا۔ بھٹو صاحب اور حضرت مفتی محمودؒ کے درمیان گویا حکومت ومجلس عمل ختم نبوت کے درمیان قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلہ پر عمل درآمد کی یہ ایک شکل تھی۔ تاکہ قادیانی کسی طرح مسلمانوں میں اپنے ووٹ نہ بنواسکیں۔

جنرل ضیاء الحق کے زمانہ میں جسٹس مولوی مشتاق حسین نے جناب بھٹو صاحب کے خلاف فیصلہ دیا تھا۔ جنرل صاحب نے اس خوشی میں انہیں چیف الیکشن کمشنر بنادیا۔ اسی وقت قادیانی جماعت کا چیف گرو مرزا ناصر تھا۔ وہ رات کی تنہائی میں مولوی مشتاق سے ملا۔ اس کا مطالبہ تھا کہ الیکشن فارم کے حلف نامہ میں ایسی تبدیلی کردی جائے۔ جس سے کہ قادیانی وہ حلف پر کر کے مسلمانوں میں اپنا ووٹ درج کراسکیں۔ اس کے بدلہ میں مرزا ناصر نے وعدہ کیا کہ مولوی مشتاق حسین کو عالمی عدالت میں جج لگوادیں گے۔ تاکہ پاکستان میں اگر پیپلز پارٹی برسراقتدار آجائے تو مولوی مشتاق حسین سے بھٹو صاحب کے خلاف فیصلہ لکھنے کا انتقام نہ لے سکیں۔ اللہ رب العزت کی شان بے نیازی کہ اس ملاقات کی مولانا تاج محمودؒ کو بھنک پڑگئی۔ آپ نے ہفتہ وار لولاک میں اس پر شدید احتجاج کیا۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے مرکزی الیکشن آفس سے معلوم کیا۔ ووٹر فارموں میں حلف نامہ کی تبدیلی کا معلوم ہوا۔ مولانا نے درخواست جمع کرائی کہ ووٹر فارموں میں جو پہلا حلف نامہ ہے وہ برقرار رکھا جائے۔ اس میں تبدیلی نہ کی جائے۔ بیوروکریسی نے دیکھا کہ یہ معاملہ خطرناک ہوسکتا ہے۔ آؤ، دیکھا نہ تاؤ۔ نئے تبدیل شدہ حلف والے ووٹر فارم شائع کرنے شروع کردیئے۔ ادھر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کی زیر صدارت دفتر مرکزیہ ملتان میں مجلس کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا۔ فیصلہ ہوا کہ حضرت قبلہؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ سے ملیں اور پھر جنرل محمد ضیاء الحق کو اس گھپلہ سے باخبر کیا جائے اور جو عبارت پہلے تھی۔ جب تک وہ عبارت بحال نہ ہو اس سے ایک حرف کی تبدیلی پر راضی نہ ہوا جائے اور حلف نامہ کی عبارت وہ جو شناختی کارڈ کے فارموں پر موجود ہے۔ وہی ہو۔ اجلاس ختم ہوتے ہی ۸ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو مولانا محمد شریف جالندھریؒ راولپنڈی گئے۔ تاکہ مفتی صاحبؒ سے وقت لے کر حضرت قبلہؒ اور مولانا تاج محمودؒ کو راولپنڈی بلایا جاسکے۔ صورتحال عرض کی تو مفتی صاحبؒ نے فوری نوابزادہ صاحبؒ کو فون کیا۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ ان سے جاکر ملے۔ انہوں نے ضیاء الحق سے بات کی۔ انہوں نے الیکشن آفس سے معلوم کیا تو انہیں بتایا گیا کہ اتنے کروڑ فارم چھپ گئے ہیں۔ ان کو منسوخ کیا تو اتنا خزانہ کا نقصان ہوگا۔ یہ کہ الیکشن میں بھی تاخیر ہو جائے گی۔ نوابزادہ صاحبؒ نے مفتی صاحبؒ سے ضیاء الحق کا جواب بیان کیا۔

مفتی صاحب نے مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو فرمایا کہ بیوروکریسی کھیل کھیلنا چاہتی ہے۔ وہ ہماری آئینی ترمیم دربارہ قادیانیت کو غیر مؤثر بنانے کے لئے حربے استعمال کر رہی ہے۔ آپ ملک بھر میں اس پر احتجاج کریں۔ میں جنرل ضیاء سے خود بات کرتا ہوں۔ اس دن شام کو کراچی، عصر کے بعد فیصل آباد جامع مسجد کچہری بازار، لاہور میں جو اجتماع نمازیان کے ملے۔ سخت دھواں دار احتجاج کر کے اخبارات میں خبریں لگوائی گئیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے احتجاجی اشتہار بھی نوائے وقت وجنگ میں شائع ہوئے۔ غرض ایک دن میں اس ظلم

وتعدی کے خلاف اتنا کام ہوگیا کہ الیکشن آفس میں قادیانی نواز چوہے سوچ بھی نہ سکتے ہوں گے۔ اب حضرت مفتی محمودؒ نے ضیاء الحق کو فون کیا تو وہ ہوائی اڈہ پر سعودیہ عمرہ پر جانے کے لئے جا چکے تھے۔ ہوائی اڈہ پر فون ملایا تو جہاز پر سوار ہونے کا مژدہ سنایا گیا۔ مفتی صاحب نے بھی تعاقب جاری رکھا۔ وزارت خارجہ کو کہا کہ سعودیہ میں پاکستانی سفیر کو پابند کریں کہ جونہی ضیاء الحق صاحب اتریں ان سے میری بات کرائی جائے۔ خلاصہ یہ کہ مفتی صاحب کا ضیاء صاحب سے رابطہ ہوا۔ قادیانی سازش ہباء منثورا ہوگئی۔ فارم ضائع کئے گئے۔ مرزا ناصر کی ملعونی میں اضافہ ہوا۔ مشتاق صاحب کا چہرہ بھی دل کی طرح سیاہ ہوا اور وہ ووٹر فارموں میں اصل حلف نامہ بحال ہوا۔ یہ سب کچھ ہمارے حضرت قبلہ مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کے عہد امارت میں ہوا۔ فلحمد للہ اوّلاً و آخراً!

مجلس کے مرکزی حضرات کا اختلاف رائے اور حضرت قبلہ کی کرامت

حضرت شیخ بنوریؒ کے بعد ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۷ء کو حضرت قبلہ امیر مرکزیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوئے تو ایک دقت یہ پیش آئی کہ سردار میر عالم لغاری جو حضرت بنوریؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری تھے۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے حضرات کو اس پر کچھ تحفظات تھے۔ حضرت شیخ بنوریؒ مجلس کے امیر بنے تو سردار میر عالم لغاری کو بھی حضرت شیخ بنوریؒ نے نہ صرف شوریٰ کا رکن بنایا۔ بلکہ تعمیراتی کمیٹی وغیرہ بعض امور میں ان کا بہت زیادہ عمل دخل تھا۔ حضرت بنوریؒ کے وصال کے بعد بنوری ٹاؤن کے حضرات نے سردار میر عالم لغاری کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مرکزی شوریٰ کے رکن، کراچی مجلس کے امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، یہ تینوں حضرات بیک وقت بنوری ٹاؤن جامعہ سے بھی منسلک اور مجلس میں بھی ان کا وجود انعام الٰہی۔ اب سردار میر عالم لغاری سے متعلق جو بنوری ٹاؤن میں تحفظات تھے۔ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت میں بھی در کر آئے۔ اب مجلس میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ کی رائے بنوری ٹاؤن کے حضرات کے ساتھ۔ جبکہ مولانا تاج محمودؒ، الحاج بلند اختر نظامیؒ اور دیگر حضرات کی رائے سردار میر عالم لغاری کے ساتھ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رائے کا اختلاف مجلس کے مبلغین حضرات میں بھی منتقل ہوا۔ ان حالات میں حضرت قبلہؒ نے ملتان میں شوریٰ کا اجلاس طلب کر لیا۔ ۱۷ر فروری ۱۹۷۸ء کو اجلاس تھا۔ حضرت قبلہؒ ۱۶ر فروری کو ملتان تشریف لائے۔ مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت لدھیانویؒ، سردار میر عالم لغاری کو ساتھ بٹھایا۔ ظہر سے عشاء تک گفتگو ہوتی رہی۔ خیال تھا کہ کھل کر یہاں باتیں ہو جائیں۔ تاکہ یہ بحث شوریٰ میں نہ جائے۔ وہاں ضابطہ کی بات اور فیصلہ ہو۔ چنانچہ بہت سارے امور پر دونوں طرف کے حضرات کے موقف میں لچک آئی۔ لیکن مکمل ہم آہنگی نہ ہو سکی۔ جبکہ اگلے روز حاجی بلند اخترؒ اور ادھر کراچی سے باوا صاحب نے بھی آنا تھا۔ بہت حد تک امکان تھا کہ معاملہ پھر نہ الجھ جائے۔ عشاء کے بعد کھانا ہوا۔ حضرت قبلہؒ نے یہ رات سردار فضل محمود صاحبؒ خاکوانی کے مکان پر گذارنا تھی۔ اگلے روز ۹ر بجے اجلاس شروع ہوا۔ تمام مبلغین حضرات اور اجلاس کے موقعہ پر دیگر ملنے والوں سے ہال کمرہ خالی کرا لیا گیا۔ تاکہ اگر اجلاس میں آواز بلند ہو تو باہر کوئی ساتھی سن نہ سکے۔ اجلاس تغلق روڈ کے دفتر کے کمرہ میں شروع ہوا۔ فون پر فقیر راقم کی ڈیوٹی تھی۔ ۱۰ر بجے، ۱۲ر بجے، ۲ر بجے دو تین بار

ڈاکٹر خالد خاکوانیؒ کا فون آتا رہا کہ اجلاس کی کیا صورت حال ہے؟۔ فقیر عرض کرتا کہ خیریت ہے کمرہ بند ہے۔ اجلاس شروع ہے۔ ظہر کے قریب اجلاس ختم ہوا۔ کھانا رکھا گیا۔ سب حضرات کھانا میں شریک ہوئے۔ دوران کھانا حدیث الطعام میں وہی پیار ومحبت، گپ شپ۔ باہمی اعتماد، اخوت کے مناظر۔ گویا اختلاف نام کی کوئی چیز ہی نہ تھی۔ کھانا سے فارغ ہوئے۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ ڈاکٹر خالد خاکوانیؒ حضرت قبلہؒ کو لینے آئے تو پھر فقیر سے دریافت کیا کہ اجلاس کیسے رہا؟۔ فقیر نے عرض کیا کہ فیصلوں کو تو بھنک نہیں پڑی کہ کیا ہوئے۔ البتہ یہ کہ باہمی پیار ومحبت سے پتہ چلتا ہے کہ خیریت ہی رہی۔ اس پر ڈاکٹر خالد صاحب نے فرمایا خیر ہی ہوگی اور پھر انہوں نے بتایا کہ حضرت قبلہؒ عشاء سے لے کر فجر کی نماز تک پوری رات مصلے پر رہے۔ ایک منٹ کے لئے آرام نہیں فرمایا۔ اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ اجلاس غیر معمولی ہے۔ اس کا حضرت قبلہؒ کی طبیعت پر اثر ہے۔

قارئین کرام! واقعی اللہ رب العزت نے کرم فرمایا۔ پوری رات حضرت قبلہؒ کے جاگنے کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا کہ صبح اجلاس میں تمام گتھیاں خود بخود سلجھتی گئیں اور جب اجلاس ختم ہوا تو تمام حضرات کے قلوب سے تمام اختلاف دور ہو چکا تھا۔ یہ حضرت قبلہؒ کی کرامت اپنی آنکھوں سے دیکھی۔ اب یہاں پہنچ کر دل مسوس رہا ہے کہ اب مجلس کے لئے پوری پوری رات جاگ کر دعائیں کرنے والی شخصیت کون ہوگی؟۔

دفتر مرکزیہ کی تعمیر اور حضرت قبلہ کی کرامت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر ملتان، لوہاری گیٹ، کچہری روڈ اور قدیر آباد ملتان کرایہ کے مکان میں رہا۔ تغلق روڈ ملتان پر مجلس کے ملکیتی مرکزی دفتر کی تعمیر حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی مساعی جمیلہ کی مرہون منت ہے۔ جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ بنے تو حضوری باغ روڈ پر پہلے پچاس مرلہ زمین خرید کی گئی۔ (موجودہ گرین بیلٹ کا حصہ وہ بعد میں خرید کیا گیا) اس پر سہ منزلہ دفتر مرکزیہ کی تعمیر کا حضرت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اہتمام فرمایا۔ جس ٹھیکدار کو تعمیر کا ٹھیکہ دیا وہ لاہور کا تھا۔ قریباً اسی (۸۰) فیصد حصہ مکمل ہوگیا۔ بیس فیصد حصہ باقی تھا کہ ٹھیکدار نے مطالبہ کردیا کہ مہنگائی ہوگئی ہے۔ ٹھیکہ کے ریٹ بڑھائے جائیں۔ سردار میر عالم لغاری، مولانا تاج محمودؒ، حاجی عبدالقیوم وغیرہم حضرات کا موقف تھا کہ اسے ادائیگی بروقت ہوتی رہی۔ اگر تاخیر ہوئی تو اس کا اپنا قصور ہے۔ اسی تاخیر میں ریٹ بھی بڑھے تو وہ خود ذمہ دار ہے۔

جبکہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا موقف تھا کہ یہ مجلس کا مخلص پرانا ساتھی ہے۔ اس کے ساتھ رعایت کی جائے۔ مجلس کے حضرات کی دو آراء سامنے آجانے کا ٹھیکہ دار کو بھی علم ہوگیا۔ وہ بگڑ گیا۔ پہلے منتیں کرتا تھا۔ اب قانون، عدالت کے راستے اسے سوجھنے لگے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کا وصال ہوگیا تھا۔ ۱۰،۱۱ر فروری ۱۹۸۰ء کے اجلاس شوریٰ میں فیصلہ ہوا کہ نمازیں نئے دفتر میں شروع کی جائیں۔ مولانا تاج محمودؒ، مولانا سید محمد بنوریؒ، مولانا عزیز الرحمن جالندھری، ان حضرات کا خانقاہ شریف میں فیصلہ ہوا کہ ٹھیکدار کو بے دخل کردیا جائے۔ دفتر کی صفائی ستھرائی کرکے اسے نماز ورہائش کے قابل بنایا جائے۔ باقی تعمیر ٹھیکدار یا خود کرائیں۔ یہ ثانوی مسئلہ

ہے۔ دفتر اسی (۸۰) فیصد تعمیر کے باوجود استعمال کے قابل نہیں۔ اسے استعمال کے قابل بنایا جائے۔ اس کو اوّلیت ہے۔ اب مشکل یہ درپیش تھی کہ ٹھیکدار نے بلڈنگ میں چوکیدار نگران رکھا ہوا تھا۔ اس کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں۔ ٹھیکدار کی چوکیدار کو ہدایت تھی کہ میری اجازت بغیر کسی کو بلڈنگ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ ہم جاتے ہیں چوکیدار شور کرتا ہے۔ بات تھانہ تک جاتی ہے تو مجلس کی سبکی نہ ہو۔ سردار فضل محمودؒ، مولانا تاج محمودؒ صاحب نے فرمایا کہ مقدمہ کی صورت میں پولیس سے ہم نبٹیں گے۔ آپ دفتر ٹھیکدار سے واگذار کرائیں۔ چنانچہ مختلف احباب کو شام کے وقت دفتر تغلق روڈ بلایا گیا کہ صبح نماز کے بعد نئے دفتر کو کھلوائیں گے۔

ہمارے مخدوم حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ دو دن کی رخصت پر گھر گئے ہوئے تھے۔ جس شام کو احباب جمع ہوئے۔ آخری مشورہ کے لئے سردار فضل محمودؒ سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے رابطہ کیا تو سردار فضل محمودؒ نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے پوچھا کہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ سے آپ حضرات نے قبضہ کے لئے اجازت طلب کی تھی۔ تو حضرت خواجہ صاحبؒ نے کیا فرمایا۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے فرمایا کہ مختلف آراء سامنے آنے کے بعد حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ: ''چکی کا ہتھہ ہاتھ میں ہونا ضروری ہے'' تو سردار فضل محمودؒ جو ریٹائرڈ ایس۔ پی تھے اور اعلیٰ حضرتؒ وحضرت ثانیؒ کے دور سے خانقاہ سراجیہ سے وابستہ تھے۔ پھول کی طرح شگفتہ ہوگئے۔ چہرہ پر خوشی سے مسکراہٹ چھاگئی۔

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھریؒ سے فرمایا کہ مولانا! میں اس خانقاہ سے تین ادوار سے وابستہ ہوں۔ ان حضرات کی زبان پر تقدیر بولتی ہے۔ حضرت قبلہؒ کا یہ فرمانا کہ: ''چکی کا ہتھہ ہاتھ میں ہونا ضروری ہے'' یہ سند ہے۔ آپ اطمینان سے صبح کاروائی کا آغاز کریں۔ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ ایک ککھ بھی آپ کے اوپر نہیں اڑے گا۔ چنانچہ رات تغلق روڈ دفتر میں رہے۔ صبح نماز کے بعد حضوری باغ روڈ، دس بارہ ساتھی گئے۔ جھاڑو، کسی، تغاری ہاتھ میں لئے۔ دروازہ جا کھٹکھٹایا۔ چوکیدار نے دروازہ کھولا۔ غالباً یہ بدھ کا روز تھا۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے چوکیدار سے فرمایا کہ صفائی کرانی ہے۔ کراچی کے مہمان تشریف لا رہے ہیں۔ جمعہ کا آغاز کرنا ہے۔ چوکیدار بغیر ایک لفظ کہے مان گیا۔ اب صفائی شروع ہوگئی۔ اوپر کے کمرے جو مکمل تھے ان کی صفائی کر کے مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کا وہاں دفتر قائم کر دیا۔ پرانے دفتر سے کتب خانہ، نئے دفتر منتقل کر دیا۔ تین چار گھنٹوں میں نیا دفتر رہائش کے قابل ہوگیا۔

ٹھیکدار کے ذمہ چوکیدار کی کچھ تنخواہ تھی۔ وہ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے ادا کر دی تو وہ اہلیہ سمیت پرانے دفتر منتقل ہوگیا۔ اسی روز سپیکر نصب کر کے ظہر کی جماعت کا اہتمام ہوگیا۔ دن رات ایک کر کے ہر چند کہ ابھی مسجد کا فرش نہ پڑا تھا۔ اس کا روڑا برابر کیا۔ صفیں بچھانے کے لئے قابل کر کے جمعہ کا اعلان کر دیا۔ کراچی سے مولانا محمد بنوریؒ، خانقاہ شریف سے حضرت قبلہؒ جمعہ کو تشریف لائے تو ''چکی کا ہتھہ ہاتھ میں تھا'' اب جب سوچتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے حضرت قبلہؒ کتنے مستجاب الدعوات تھے۔ کہاں وہ ٹھیکدار کی تعلیاں۔ ادھر مجلس کے حضرات کا مختلف الرائے ہو۔ اس کے باوجود نہ پتہ ہلا، نہ ککھ اڑا اور یہ معرکہ مار لیا گیا۔ یہ صرف حضرت قبلہؒ کی

کرامت تھی اور بس۔ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو اس کاروائی کا گھر پر معموم ہو گیا۔ وہ دو روز بعد تشریف لائے تو پرانے دفتر جانے کی بجائے نئے دفتر تشریف لائے۔ ہم ٹاٹ بچھائے تپائیاں لگائے، دفتر قائم کئے ہوئے تھے۔ مولانا اندر داخل ہوئے تو مسکرائے اور فرمایا ماشاء اللہ میرے شیروں نے اکیلے یہ میدان فتح کر لیا۔ چلو ٹھیک ہوا۔ اسی میں خیر ہوگی۔ ایک تپائی اٹھائی اپنے سامنے رکھ کر فرمایا یہ میری مسند ہے۔ یہ فرما کر کام کرنا شروع ہو گئے۔ اس کے بعد کی تمام تعمیر و مرمت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا تاج محمودؒ کی مشاورت و حضرت قبلہؒ کی سرپرستی سے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے مکمل کرائی۔ یہ ۱۴۰۰ھ کا واقعہ ہے۔ اس بات کو تیس سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اب لکھنے میں کوئی کمی بیشی ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ آمین!

دارالمبلغین کی توسیع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دارالمبلغین میں ردقادیانیت پر کورس کرائے جاتے تھے۔ اس کی دو صورتیں تھیں۔

۱...... دفتر مرکزیہ میں گاہے بگاہے سہ ماہی کلاسیں لگتی تھیں۔

۲...... رمضان المبارک میں جہاں کہیں دورہ تفسیر القرآن، دورہ صرف ونحو کے کورس ہوتے ہیں وہاں ہفتہ دس دنوں کے لئے مجلس کے مبلغین تشریف لے جاکر ردقادیانیت پر ان کو تربیت دیتے تھے۔

حضرت قبلہؒ جب مجلس کے امیر مرکزیہ منتخب ہوئے۔ ایک تو مرکزی شوریٰ کے اجلاس ایک روز کی بجائے دو دو روز منعقد ہونے لگے۔ مثلاً ۱۰، ۱۱ رفروری ۱۹۸۰ء کا اجلاس دو روز ہوا۔ پہلے دن اجلاس صبح دس بجے سے عصر تک، رات کو بعد از عشاء تا رات بارہ بجے، دوسرے دن ۹ ربجے سے تین بجے دن اجلاس منعقد ہوئے۔ اس میں بڑی تفصیل سے ایک ایک بات پر گفتگو ہونے لگی اور پھر فیصلے اور ان پر عملدرآمد کی صورتحال پر بحث ہوئی۔ اسی طرح ۱۴، ۱۵ ردسمبر ۱۹۸۰ء کو اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ مجلس کے دارالمبلغین کے تحت سہ ماہی کلاس شوال تا ذی الحجہ ضرور لگے۔ فارغ التحصیل علماء کو وظیفہ دے کر تربیت دی جائے اور شعبان میں ردقادیانیت کورس کا اہتمام کیا جائے۔ جس میں مدارس کے طلباء، علماء شریک ہوں۔ تب سے اس وقت تک حضرت قبلہؒ کے عہد امارت میں ان سالانہ کورسوں کا اہتمام ہوا۔ پہلے ملتان، اب چناب نگر میں یہ کورس ہوتے ہیں۔ ہزارہا علماء نے اس سے استفادہ کیا۔ اسی طرح سال بھر میں مختلف مجلس کے دفاتر جیسے لاہور، فیصل آباد، بہاول پور، رحیم یار خان، کراچی، کوئٹہ، گوجرانوالہ کے کورسز سے ہر سال ہزارہا لوگوں نے استفادہ کیا۔ سہ ماہی کورس ملتان میں بھی ہو رہا ہے۔ یہ سب ہمارے حضرت قبلہؒ کی فیوض و برکات ہیں۔

مجلس عمومی کا اجلاس، امیر و نائب امیر کا چناؤ مارچ ۱۹۸۱ء

پہلے گذر چکا ہے کہ ۲۷ ردسمبر ۱۹۷۷ء میں حضرت خواجہؒ کو مجلس کا امیر مرکزیہ منتخب کیا گیا۔ تین سال پورے ہونے پر ۸ رمارچ ۱۹۸۱ء کو ملتان دفتر جدید حضوری باغ روڈ میں مجلس عمومی کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں اس کثرت سے وفود و قافلے شریک ہوئے کہ سابقہ سب ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ اہم ترین حضرات کے رجسٹر پر دستخط کرائے گئے تو ان

کی تعداد بھی اڑھائی صد سے زائد ہوگئی۔ اتنی کثرت سے ممبر شپ، عمومی کے ممبران اور پھر اس ذوق سے ان کی شرکت۔ یہ بہاریں ہمارے حضرت قبلہؒ کے وجود مبارک کی برکتیں تھیں۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے اجلاس کی غرض وغایت بیان کی۔ صدر اجلاس قبلہ حضرت صاحبؒ کے حکم پر مولانا تاج محمودؒ نے قیام مجلس سے لے کر اس وقت کی صورتحال، قادیانیت کی پسپائی اور مجلس کی کامیابیوں وکامرانیوں وفتوحات پر تفصیل سے گفتگو کر کے آئندہ تین سال کے لئے حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کا نام امیر مرکزیہ کے لئے تجویز کیا۔ اس پر پورے ہاؤس نے تائیدی آراء اور تحسین کے جذبات کا اظہار کیا۔ محترم باوا صاحب نے مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ، مولانا صوفی اللہ وسایا صاحبؒ ڈیرہ غازیخان نے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ کا نام نائب امیر کے لئے پیش کیا۔ اس پر ہر ایک مجوزہ نے مختصر اپنی رائے پر دلائل بھی دیئے۔ اب سوائے استصواب کے چارہ نہ رہا۔ تو حضرت مولانا غلام محمد صاحبؒ مدرسہ قاسم العلوم ڈیرہ غازیخان نے تجویز دی کہ استصواب کی بجائے مناسب ہوگا کہ تینوں حضرات کے متعلق آراء آچکی ہیں۔ اب تمام حضرات، حضرت امیر مرکزیہ قبلہ حضرت صاحبؒ سے استدعا کریں کہ وہ جن کے متعلق فرمادیں وہی نائب امیر ہوں گے۔ استصواب کی ضرورت نہیں۔ اس تجویز کو پورے ہاؤس نے اتفاق سے قبول کر لیا تو حضرت قبلہؒ سے درخواست کی گئی۔ آپ نے نائب امیر کے لئے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ کا نام منتخب فرمایا۔ چنانچہ وہ آئندہ تین سال کے لئے نائب امیر منتخب ہوگئے۔

قارئین کرام! ہمارے حضرت قبلہؒ کی کم گوئی کے تو سب گواہ ہیں۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ کبھی کبھار کسی ضرورت سے حضرت قبلہؒ کو اظہار خیال کی ضرورت پیش آجاتی۔ آپ تمام بحث کو ایک آدھ جملہ میں سمیٹ دیتے تو وہ حاصل مجلس یا یہ آپ کی اصابت رائے کی چمکتی دمکتی تصویر ہوتی تھی۔ یہ آپ کے تقویٰ اور اصابت رائے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی تعلق کی دلیل ہے۔ ایسے موقعہ پر آپ کی زبان، ترجمان حق کی آئینہ دار ہوتی تھی۔

مولانا محمد شریف جالندھریؒ ناظم اعلیٰ

مولانا محمد شریف جالندھریؒ بہت زیرک معاملہ فہم، محنتی اور جفاکش، مجاہد فی سبیل اللہ عالم دین تھے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی جب بنیاد رکھی گئی تو وہ کارروائی بھی مولانا نے لکھی اور جب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو اس کی خیر مقدمی قرارداد بھی آپ نے تحریر فرمائی تھی۔ آپ نے پہلے مجلس احرار میں اور پھر مجلس تحفظ ختم نبوت میں کام کیا۔

آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے عہد امارت مورخہ ۹ر اپریل ۱۹۷۴ء سے ۲۷ر دسمبر ۱۹۷۷ء تک مجلس کے ناظم اعلیٰ رہے۔ جماعتی فیصلہ کے باعث دسمبر ۱۹۷۷ء سے مارچ ۱۹۸۱ء تک کے دور میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کو مرکزی ناظم اعلیٰ بنایا گیا اور ان تین سالوں میں قریباً حالات پر حضرت قبلہؒ کی نیم شبانہ دعاؤں نے قابو پالیا۔ تو مارچ ۱۹۸۱ء میں دوبارہ مولانا محمد شریف جالندھریؒ کو حضرت قبلہؒ نے ناظم اعلیٰ نامزد فرمادیا۔

قارئین! ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت سے قبل مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا ناظم اعلیٰ بننا اور ۱۹۸۴ء کی

تحریک ختم نبوت سے قبل پھر آپ کا نظامت علیاء کے عہدہ پر فائز ہونا تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لئے قدرت کی طرف سے انتظام کہا جاسکتا ہے تو اس کی تقرری کے لئے حضرت بنوریؒ و حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب سے اللہ رب العزت کا یہ کام لینا بھی یقیناً ان ہر دو حضرات کی عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے۔

قبلہ حضرت صاحب اور مجلس کے نئے دفاتر و مراکز کی تعمیر

۹؍اگست ۱۹۸۱ء کو مجلس کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ملتان میں اجلاس ہوا۔ اس میں فیصلہ ہوا کہ قادیانیت کے متعلق مطالبات کو ترتیب دینے کا کام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کریں۔ پھر وہ مطالبات، حضرت مولانا محمد رمضان علویؒ راولپنڈی، حضرت مولانا محمد عبداللہ خطیب لال مسجد اسلام آباد (یہ ہر دو حضرات بھی مجلس کی شوریٰ کے رکن تھے) کے ذریعہ راجہ ظفرالحق صاحب کو پیش کئے جائیں تاکہ وہ جنرل محمد ضیاءالحق صاحب کو ان مطالبات کے پورا کرنے پر آمادہ کریں۔ ادھر فیصلہ ہوا کہ ۷؍ستمبر ۱۹۸۱ء کو سیرت کانفرنس کا چناب نگر میں اہتمام کیا جائے۔ اسٹیشن پر گورنمنٹ نے منظوری نہ دی تو پھر مسلم کالونی میں اجلاس ہوا۔ اگلے سال یعنی اکتوبر ۱۹۸۲ء میں باقاعدہ ختم نبوت کانفرنس کی مسلم کالونی میں داغ بیل ڈالی گئی۔ اس وقت سے تا امروز ہر سال یہ کانفرنس حضرت قبلہؒ کی زیر صدارت منعقد ہوتی رہی۔ اس اجلاس اگست ۱۹۸۱ء میں فیصلہ ہوا کہ گوجرانوالہ، سیالکوٹ، سکھر، کراچی میں مجلس کے پلاٹ موجود ہیں۔ ان کی تعمیر کا آغاز کیا جائے۔

۱...... گوجرانوالہ میں مرکز ختم نبوت کی تعمیر

قارئین کرام! گوجرانوالہ اندرون سیالکوٹی گیٹ مجلس کا ملکیتی دفتر موجود ہے۔ جو شہر کے وسط میں ہے۔ لاہور روڈ گنگنی والا میں حضرت حاجی محمد یوسف صاحب ساکن کھیالی کی سکنی زمین تھی۔ ۴ رکنال انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے اور ۴ رکنال اس کے ساتھ ملحقہ دارالعلوم دیوبند کے لئے وقف کی۔ جو چار رکنال انہوں نے مجلس کے لئے وقف کی۔ اس پر تعمیر کے لئے حضرت قبلہؒ کے عقیدت مند و مرید حافظ نذیر احمد جو خانقاہ سراجیہ کے متعلقین سے ہیں۔ ان کی زیر نگرانی مسجد و مدرسہ کی تعمیر کا کام کرنے کا حضرت قبلہؒ نے اس اجلاس میں فیصلہ فرمایا۔ محترم حافظ نذیر احمد صاحب عالمی مجلس کی شوریٰ کے بھی رکن ہیں۔ آپ نے تعمیر کے لئے بھرپور جدوجہد فرمائی۔ مسجد و مدرسہ اور باہر بائیس دکانوں کی تعمیر ہوئی۔ اب وہاں پر دفتر قائم ہے۔ سالانہ ریفریشر کورس سکولز و کالج کے طلباء کے لئے ردقادیانیت پر منعقد ہوتے ہیں۔ نمازیں، صبح کا درس، جمعہ، بچوں بچیوں کی قرآنی تعلیم کا انتظام ہے۔ مکمل انتظام کی مرکز کی طرف سے مقامی جماعت نگرانی کرتی ہے۔ اس کی ابتدائی تعمیر سے لے کر اس وقت تک کی ترقی تک خالصۃً حضرت قبلہؒ کی حسنات کا حصہ ہے۔ حق تعالیٰ نے گوجرانوالہ میں مجلس کو یہ جو مرکز نصیب کیا۔ اس کی تعمیر کے آغاز پر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ، حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی تشریف آوری، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کا بیان، رفقاء کا جمع ہونا۔ اس منظر کا اس تحریر کے وقت خیال کرتا ہوں تو سرور سے روح وجد کرنے لگتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے کس طرح کی برکات کا ہمارے حضرت قبلہؒ کو مظہر بنایا تھا۔

۲......سیالکوٹ میں مجلس کے مرکز کی تعمیر

سیالکوٹ ڈیفنس روڈ پر ایک نئی کالونی میں مجلس کو مسجد و دفتر کے لئے پلاٹ الاٹ ہوا۔ عالمی مجلس سیالکوٹ کے پیر بشیر احمد گیلانی اس پلاٹ کے مجلس کے لئے وقف کرنے کے داعی بنے۔ (اگست ۱۹۸۱ء) میں اس کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ آج وہاں جامع مسجد بنوریؒ، اس کی دوسری منزل میں عظیم الشان دفتر قائم ہے۔ اس مرکز کی تعمیر کا ثواب بھی ہمارے قبلہ حضرت صاحبؒ کے لئے ذخیرہ آخرت ہے۔ اس کی تعمیر کا خواب بھی شرمندہ تعبیر حضرت قبلہؒ کے عہد زریں میں ہوا۔ ہمارے سیالکوٹ کے موجودہ امیر پیر شبیر احمد گیلانی کی نگرانی میں دوسری منزل میں کئی لاکھ روپیہ کے مصرف سے مجلس مرکزیہ نے دفتر تعمیر کرایا ہے۔ جس میں رہائش، دفتر، لائبریری، مہمان خانہ کی سہولیات حاصل ہیں۔ فلحمدللہ اوّلا و آخرا!

۳......سکھر میں مجلس کے مرکز کی تعمیر

معصوم شاہ مینارہ روڈ سکھر بلند پہاڑی کا کچھ حصہ مجلس کو دفتر و مدرسہ کے لئے الاٹ ہوا۔ پہاڑی کو کاٹ کر سڑک کے برابر کیا گیا۔ اس پر خاصہ خرچہ ہوا۔ نیچے دس دکانیں تعمیر کر کے فرسٹ فلور پر دفتر و تعلیم القرآن مدرسہ کے لئے بلڈنگ تعمیر کی گئی۔ دوسری منزل پر مبلغ کی رہائش کے لئے خوبصورت مکان تعمیر ہوا۔ اس پر لاکھوں خرچ آئے۔ اس کا فیصلہ بھی اگست ۱۹۸۱ء کی میٹنگ میں ہوا اور یہ تعمیر بھی حضرت قبلہؒ کے عہد امارت کی خوبصورت و حسین یادگار ہے۔

۴......کراچی میں مجلس کے مرکز کی تعمیر

اگست ۱۹۸۱ء کی اس میٹنگ میں کراچی مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کی خستہ مسجد کو گرا کر دفتر، رہائش گاہیں اور جامع مسجد کی نئی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا۔ پاکستان بننے کے بعد جنوری ۱۹۴۹ء میں جب مجلس کی بنیاد رکھی گئی تو کراچی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر بندر روڈ سائرا مینشن بالمقابل ریڈیو پاکستان کراچی میں قائم کیا گیا۔ ۱۹۵۳ء کی جب تحریک ختم نبوت چلی تو مولانا لال حسین اخترؒ اسی دفتر کے انچارج تھے۔ اسی تحریک میں حضرت امیر شریعتؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، سید مظفر علی شمسیؒ اسی دفتر سے گرفتار ہوئے تھے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں یہی دفتر تھا۔ اب یہ عمارت بہت پرانی ہوگئی تھی۔ نیز یہ کہ دفتر بھی کرایہ پر تھا۔ چنانچہ مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کا ایک ٹرسٹ رجسٹرڈ کرایا گیا۔ تب ٹرسٹ کے صدر حضرت مولانا احمد الرحمٰن صاحبؒ تھے۔ اسی مسجد میں مجلس کا دفتر قائم کیا گیا۔ جیسے کیسے نظم چلتا رہا۔ لیکن یہ مسجد بھی اتنی بوسیدہ اور خستہ تھی کہ اس کی تعمیر جدید ضروری تھی۔ اس کی تعمیر نو کا فیصلہ ہوا۔ اللہ رب العزت ہمارے حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ، مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی قبور پر اپنی رحمتوں کی موسلا دھار بارش نازل فرمائیں کہ اللہ رب العزت کا نام لے کر اس کام کا آغاز کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کوہ قامت دفتر، عظیم الشان دومنزلہ مسجد، چار رہائش گاہیں، لائبریری، ہال کمرہ، مہمان خانہ تیار ہوگئے۔ جو حضرات اللہ رب العزت کو پیارے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو بقعۂ نور بنائے۔ جو زندہ سلامت ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مساعی کو ذخیرہ آخرت بنائیں۔ آمین!

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

علماء ومشائخ کی نظر میں!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت خواجہ صاحبؒ تصوف میں کس مقام پر فائز تھے یہ ہم جیسے کوتاہ نظر کیا جانیں۔ ولی را ولی مے شناسد! یعنی ولی کو ولی ہی پہچان سکتا ہے۔ ذیل میں چند اکابر علماء ومشائخ کے واقعات ذکر کئے جارہے ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ آپ کی شان اکابر علماء ومشائخ کی نگاہ میں کیا تھی۔

حضرت رائے پوریؒ کی نظر میں

قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ہماری پوری جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے پیرومرشد تھے۔ صوفی رانا محمد شریف ساکن سیالکوٹ فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ نے فرمایا کہ:

''ایک مرتبہ قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اپنے خلیفہ حضرت حافظ عبدالحکیمؒ کے ہاں کلورکوٹ تشریف لائے تو میں بھی زیارت وملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت رائے پوریؒ حاضرین سمیت قالین پر تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھتے ہی انتظامیہ کو چارپائی لانے کا فرمایا۔ جب حسب الارشاد چارپائی لاکر بچھائی گئی تو آپ نے مجھے چارپائی پر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ میں حضرت رائے پوریؒ کی موجودگی میں چارپائی پر بیٹھنا مناسب خیال نہ کررہا تھا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کا حق بنتا ہے۔ باالآخر ''الامر فوق الادب'' کے تحت تعمیل ارشاد میں چارپائی پر بیٹھ گیا۔ یہ واقعہ سناتے ہوئے حضرت والا کی آواز بھرا گئی اور آبدیدہ ہوگئے۔''

حضرت ثانیؒ کی وفات کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ اپنے گاؤں ڈنگ میں رہنے کے لئے تشریف لے گئے اور مکان بنوانا شروع کردیا کہ حضرت رائے پوریؒ کا قاصد پیغام لے کر حاضر ہوا کہ آپ کی یہ قیام گاہ عارضی ہے۔ سرزمین خانقاہ سراجیہ آپ کی منتظر ہے۔ آپ نے وہیں جانا ہے اور کہیں نہیں۔ حضرت رائے پوریؒ کے یہ الہامی کلمات حرف بحرف صحیح ثابت ہوئے کہ آج سرزمین خانقاہ سراجیہ جو آپ کی منتظر تھی نے اپنے اندر سمولیا ہے۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی نظر میں

مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ جمعیت علمائے اسلام کے بانی راہنما اور مجلس احرار اسلام ہند کے تربیت یافتہ جرأت مند اور نڈر عالم دین اور بہادر لیڈر تھے۔ صوفی احمد یار ساکن موضع چاوا سرگودھا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ثانیؒ کی وفات کے بعد پیش آمدہ حالات حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو لکھ بھیجے۔ جواب میں مولانا ہزارویؒ نے فرمایا کہ:

’’کوئی بات نہیں۔ بغداد کے کتب خانے دریا برد ہوئے۔ دجلہ کا پانی مہینوں سیاہی مائل بہتا رہا۔ پھر بہت سے کتب خانے بن گئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کو بہزار ہزار منت خانقاہ سراجیہ تشریف لے جانے کا کہا جائے گا۔ انشاء اللہ اب شرائط شرعی ہوں گی۔‘‘

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ خانقاہ سراجیہ تشریف لے آئے اور آج وہیں آرام فرما ہیں۔

حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کی نظر میں

حضرت مولانا غلام حبیبؒ چکوال نقشبندی سلسلہ کے معروف بزرگ گزرے ہیں۔ مولانا محمد اقبال خان مرتب تحفہ نقشبندیہ راوی ہیں کہ:

’’مجھے مخاطب کر کے حضرت مولانا نے فرمایا کہ حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ میرے مہربان ہیں۔ میں حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کی صدارت میں چنیوٹ ختم نبوت کانفرنس میں درس دے آیا ہوں اور ہم کئی دن اکٹھے رہے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ آدمی تو باکمال ہیں۔ لیکن ان پر سکوت کا غلبہ ہے۔‘‘

حضرت بنوریؒ کی نظر میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نامور عالم دین اور محدث العصر تھے۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے علوم کے وارث اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے قائد اور حضرت خواجہ صاحبؒ کے استاذ محترم بھی تھے۔ حضرت والا نے ایک مجلس میں حضرت بنوریؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’حضرت بنوریؒ کی اچانک تشریف آوری سے میں ورطۂ حیرت میں ڈوب گیا۔ بعد از ملاقات فرمایا کہ میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو آپ کا شاگرد ہوں۔ حکم فرمایا ہوتا میں خود حاضر ہو جاتا۔ آپ کو زحمت نہ اٹھانا پڑتی۔ فرمایا آپ میرے شاگرد کیسے ہیں؟۔ میں نے کہا ڈابھیل جامعہ اسلامیہ میں آپ سے سبعہ معلقات کے اسباق پڑھے ہیں۔ میرے صاف کہنے پر آپ بہت خوش ہوئے۔ مجلس برخاست ہوئی تو حجرہ سے نکلتے وقت حضرت بنوریؒ نے آگے بڑھ کر میرے جوتے اٹھا لینے کی بڑی کوشش کی۔ میں نے عرض کیا حضرت میں تو آپ کا شاگرد ہوں۔ ایسا نہ کریں۔ فرمایا آپ اس کے مستحق ہیں۔ میں یہ سن کر بوجہ ادب خاموش رہا۔‘‘

حافظ اشفاق اللہ واجد لکھتے ہیں کہ:

’’۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران جامع مسجد کچہری بازار فیصل آباد میں حضورﷺ کے پروانے جلسہ گاہ میں حاضر تھے۔ حضرت بنوریؒ کراچی سے مولانا مفتی زین العابدینؒ کے ہاں تشریف لے آئے۔ حضرت امام زمان خواجہ خان محمد صاحبؒ حضرت بنوریؒ کی زیارت کے لئے حضرت مفتی صاحبؒ کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ حضرت بنوریؒ نے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا۔ آپ حضرت بنوریؒ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے۔ حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ حضرت آپ ایسے نہ بیٹھئے گا۔ لیکن حضرت خواجہ صاحبؒ اختتام مجلس تک اپنے شیخ کے سامنے مودبانہ ہیئت رہے۔ مجلس برخواست ہوتے ہی حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت بنوریؒ کے جوتے پہننے کے لئے آپ کے سامنے رکھے۔‘‘

حضرت خواجہ صاحبؒ اور حضرت امیر شریعتؒ

جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ بیان فرماتے ہیں کہ:

’’جب نائب قیوم زمان صدیق دوران حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کا سانحہ ارتحال پیش آیا تو مریدین وخدام کا پریشان ہونا تو طبعی امر تھا۔ مگر اہل دل کو اس صدمہ نے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہمارے گھر اماں جی سیدہ ام الاحرار صاحبہؒ حضرت ثانیؒ سے بیعت تھیں۔ اس لئے ہمارے گھر افسردہ تھا اور حضرت امیر شریعتؒ بھی اس صدمہ سے چور تھے۔ میں نے پوچھا اباجی موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ کیسے انسان ہیں تو شاہ جیؒ نے فرمایا وہ عظیم شان کے بزرگ ہیں۔ اگر ان سے کسی کو فائدہ نہ ہوا تو نقصان بھی نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ اباجی یہ کوئی چھوٹی بات تو نہیں۔ فائدہ نہ ہو تو نقصان بھی نہ ہو۔‘‘

حضرت خواجہ صاحبؒ اور حضرت دین پوریؒ

رانا مبارک علی مرحوم حضرت خواجہ صاحبؒ کے خادم تھے نے سنایا کہ عارف باللہ حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ سخت بیمار ہوئے اور بغرض علاج نشتر ہسپتال ملتان تشریف لے آئے۔ جب یہ خبر خانقاہ سراجیہ پہنچی تو حضرت اقدسؒ نے مجھے حضرت دین پوریؒ کی خدمت میں جانے کا حکم فرمایا کہ میری طرف سے تیمارداری کرو اور سلام پہنچاؤ۔ میں جب نشتر ہسپتال پہنچا تو حضرت دین پوریؒ کے خدام کا رش تھا۔ اپنی باری پر جب خانقاہ سراجیہ سے حاضری کا ذکر کیا اور حضرت خواجہ صاحبؒ کا سلام پیش کیا تو حضرت دین پوریؒ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔ جب طبیعت سنبھلی تو فرمایا کہ آگے آجاؤ۔ آپ اپنے سر کا کپڑا لے کر میرے پاؤں پر رکھنے کے لئے جھکنے لگے تو میں دیوار سے جا لگا۔ پھر فرمایا کہ آگے آجاؤ تو کھڑے ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ حضور ارشاد فرمایئے۔ آپ پر گریہ طاری تھا۔ حاضرین دم بخود تھے۔ فرمایا کہ:

’’اپنے سر کا کپڑا فقیر کی طرف سے حضرت خواجہ صاحبؒ کے قدموں پر رکھ کر دعا کی درخواست کرنا کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر فرمائے اور فقیر کو بغیر حساب لئے جنت میں داخل فرمادے۔ اگر اللہ تعالیٰ حساب لینے پر آئے تو کوئی نہیں بچ سکتا۔‘‘

جب خانقاہ سراجیہ پہنچ کر حضرت دین پوریؒ کا پیغام حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں پہنچایا تو آپ فوراً نشست گاہ سے اٹھ کر گھر تشریف لے گئے۔ دوروز بعد جب میرا آنا ہوا تو آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ استفسار پر ارشاد فرمایا کہ آپ جو پیغام لائے تھے اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں اپنا فضل فرمایا۔

حضرت خواجہ صاحبؒ اور مولانا خیر محمد جالندھریؒ

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ جامعہ خیر المدارس جالندھر اور ملتان کے بانی ہزاروں علمائے کرام کے استاذ تھے۔ نشتر ہسپتال میں آپ کا آپریشن ہوا اور خون لگانا تجویز کیا گیا تو حضرت مولانا خون لگوانے سے انکاری تھے تو حضرت خواجہ صاحبؒ عیادت کے لئے تشریف لائے اور کیفیات سنیں تو فرمایا کہ آپریشن بھی ہونا چاہئے اور

خون بھی لگنا چاہئے۔ کیونکہ اضطراری حالت میں جائز ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کا آپریشن ہوگیا اور آپ ہوش میں آئے تو سب سے پہلے سوال کیا کہ خون تو نہیں لگایا تو ڈاکٹروں نے دبے الفاظ میں لگانے کا بتلایا۔ تو حضرت جالندھریؒ کی طبیعت پر ناگوار گزرا تو انہوں نے حضرت خواجہ صاحبؒ کا بتلایا تو حضرت کا نام سنتے ہی خاموش ہوگئے۔

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کی نظر میں

امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر نے ایک مرتبہ سیالکوٹ میں اثنائے گفتگو میں فرمایا کہ: ’’حضرت خواجہ صاحبؒ عمر میں مجھ سے چھوٹے ہیں۔ مگر بزرگی میں وزنی پہاڑ ہیں۔‘‘

حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی نظر میں

حضرت سید نفیس الحسینیؒ کی خدمت میں بار ہا درخواست کی گئی کہ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی نائب امارت قبول فرمالیں تو انکار فرماتے۔ لیکن ایک مجلس میں فرمایا کہ سنا ہے کہ مجھے حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ کے حکم پر نائب امیر بنایا گیا تو فرمایا کہ اب انکار کی گنجائش نہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی نظر میں

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ملک کے نامور عالم دین عظیم مصنف اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر رہے اور ۱۸؍مئی ۲۰۰۰ء کو شقی القلب کی گولیوں سے شہید ہوگئے۔ ایک اجتماع کی منظر کشی کرتے ہوئے مفتی محمد جمیل خانؒ لکھتے ہیں کہ:

’’مسجد کے ممبر پر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تشریف فرما تھے کہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ تشریف لے آئے تو اہل مجلس احتراماً کھڑے ہوگئے۔ آپ آگے صف پر بیٹھ گئے۔ حضرت لدھیانویؒ نے فرمایا کہ آپ نیچے تشریف فرما ہوگئے ہیں اور میں اوپر بیٹھا ہوں۔ یہ بے ادبی ہے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ اس پر حضرت لدھیانویؒ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں صدارت وامارت کا انتخاب مجلس شوریٰ کے ذریعے ہوتا ہے۔ ہم نے آج تک کسی امیر کو معزول نہیں کیا۔ نہ ہی کسی کو علیحدہ کرنے کی سوچی نہ ہم اس کے قائل ہیں۔ ہمیشہ امیر کے وصال پر نیا امیر منتخب کیا جاتا رہا ہے۔ امیر (مجلس تحفظ ختم نبوت) وقت کا قطب ہوتا ہے۔ کام کرنے والوں سے التماس ہے کہ اطاعت کا خاص خیال کیا جائے۔‘‘

حضرت سید ابوذر بخاریؒ کی نظر میں

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا ابوذر بخاریؒ آخر عمر میں سحر کے اثرات محسوس کرنے لگے تھے۔ سحر نے انہیں نڈھال اور کمزور کر دیا تھا۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی نقشبندی جلالپور پیروالا راوی ہیں کہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت قبلہ میرے ہاں تشریف لے آئیں یا کسی مجلس میں ملاقات ہوجائے تو میرے چھ ماہ آسانی سے گزر جاتے ہیں۔

مندرجہ بالا مضمون تحفہ نقشبندیہ (مرتبہ مولانا محمد اقبال خان) کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

اخبارات کا خراج تحسین!

ادارہ!

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی رحلت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر، شیخ المشائخ، حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی رحلت سے علم وعرفان کا ایک نہایت روشن باب اختتام پذیر ہوگیا۔ وہ گزشتہ صدی کے بزرگوں کی آخری نشانیوں میں سے تھے۔ وہ ماضی کے علمائے سلف کے زہد وتقویٰ، پرہیزگاری، للّٰہیت اور علم وعمل کی روایات کے صحیح معنوں میں امین تھے۔ انہیں اکابر علمائے دیوبند کی یادگار کہا جاتا تھا۔ ان کی تمام زندگی قرآن وسنت پر عمل سے عبارت تھی۔ ان کے انتقال سے ملک وقوم ایک ایسی برگزیدہ ہستی کی برکات سے محروم ہوگئے جس کی دعائیں قوم کے سر پر سایہ فگن رہتی تھیں۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ تین ماہ سے علیل تھے۔ انہیں ڈیڑھ ہفتہ قبل ملتان سیال ہسپتال میں لایا گیا تھا۔ انہیں یرقان کا مرض لاحق تھا جس سے وہ شفایاب نہ ہوسکے اور بدھ کی شام سوا سات بجے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت خواجہ خان محمدؒ دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ انہوں نے ۱۹۴۱ء میں دورہ حدیث کی تکمیل کی تھی۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خاص شاگرد تھے۔ حضرت مدنیؒ کو آپ پر بھرپور اعتماد تھا اور حضرت مدنیؒ نے آپ سے بڑا کام لینے کی پیش گوئی کی تھی۔ آپ ۱۹۵۶ء میں خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نے اس خانقاہ کو علمی وروحانی تربیت کا عظیم مرکز بنادیا جس کی شہرت دنیا بھر میں پھیل گئی۔ ہزاروں لوگ آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے خانقاہ سراجیہ موجود رہتے تھے۔ آپ سے روحانی تربیت پانے والے لوگوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ ۱۹۷۷ء میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے انتقال کے بعد آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چھٹے امیر بنے۔ اس کے بعد ان کی ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں گزری۔ آپ نے دنیا بھر میں قادیانی فتنے کے خلاف اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی۔ بلامبالغہ دنیا کا کوئی کونہ ایسا نہ تھا جہاں آپ قادیانیت کے تعاقب میں نہ گئے ہوں۔ حضرت خواجہ خان محمدؒ مسلک دیوبند سے تعلق رکھنے والی تمام مذہبی جماعتوں اور اکثر مدارس کے سرپرست سمجھے جاتے تھے۔ وہ نہ صرف علمائے دیوبند کا عظیم علمی سرمایہ شمار ہوتے تھے۔ بلکہ تمام دینی حلقوں کی قابل احترام شخصیت تھے۔ انہوں نے ۹۰ سے زائد برس کی طویل عمر پائی اور اس پوری عمر کا ہر ہر لمحہ خدا کی اطاعت، رسول اکرم ﷺ کی پیروی، دین کی خدمت واشاعت، مخلوق خدا کی بھلائی اور نیکی کے کاموں میں صرف ہوا۔ واقعی یہ ان پر خدا کا خاص فضل تھا۔ کیونکہ: ''ایں سعادت بزور بازو نیست'' ان کے انتقال پر ملک ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کے دینی، علمی اور روحانی حلقوں میں رنج وغم کے جذبات محسوس کئے گئے۔ ملکی سطح پر علمائے کرام دینی ومذہبی جماعتوں کے قائدین کے علاوہ اکثر سیاسی رہنماؤں نے بھی تعزیتی پیغامات بھیجے۔ مذہبی وسیاسی رہنماؤں نے ان کی وفات کو عالم اسلام کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ عظیم سرپرست سے محروم ہوگئی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کا

انتقال ایک ایسے وقت میں ہوا جب ملک وقوم کو علمی وروحانی شخصیات کی شدید ضرورت ہے۔ ملک وقوم مجموعی طور پر جس بدحالی، کسمپرسی، پسماندگی، ابتلا وآزمائش اور مشکلات ومسائل سے دوچار ہیں۔ ان کی واحد وجہ محض یہ نہیں کہ من حیث القوم ہم سائنسی ترقی میں اقوام مغرب سے پیچھے ہیں یا ملک آئین وقانون کی بالادستی سمیت جمہوری اقدار سے محروم ہے۔ نیز اس کی وجہ محض یہ بھی نہیں کہ پاکستان عالمی طاقتوں کی سازشوں، ریشہ دوانیوں کا نشانہ یا تخریب کاروں اور عسکریت پسندوں کی سرگرمیوں کی آماجگاہ ہے۔ یہ تمام مسائل اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں اوران میں سے ہر مسلہ کا حل تلاش کیا جانا ضروری ہے۔ تاہم یہ امر بھی بلاشبہ درست ہے کہ ہم من حیث القوم نہ صرف اپنی سماجی اور معاشرتی روایات سے محروم ہوتے جارہے ہیں۔ بلکہ ہم اپنی روحانی اقدار، دینی نظریات پر بھی سمجھوتہ کر چکے ہیں۔ موجودہ صورت حال برقرار رہی تو کچھ بعید نہیں کہ ہماری آنے والی نسلیں خدانخواستہ اپنے عقائد سے بھی ناواقف ہوچکی ہوں۔ درحقیقت ہمارے معاشرتی بگاڑ کا بہت بڑا سبب ہماری مادیت پرستی، ہمارے مزاجوں کا فتور، نیتوں کا کھوٹ، ریاکاری، ملمع سازی، حسد، کینہ، غرور اور فخر وبڑائی کے جذبات واحساسات ہیں۔ صوفیاء کے یہاں انسانوں کے مذکورہ سفلی جذبات واحساسات کی اصلاح کی جاتی ہے۔ قوم کی روحانی اصلاح کے لئے اہل قلوب کی نمائندگی ضروری ہے اور ماضی کی طرح مسلم معاشروں میں دینی نظریات کے تحفظ، دین کی اشاعت، علوم کی ترویج کے ساتھ ساتھ فکر ونظر کو جلا بخشنے کے لئے روحانی تزکیے، اخلاق باطنہ کی ستھرائی اور آئینہ قلب کی صفائی کا عمل اور اس کا اہتمام جاری وساری رہنا چاہئے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کی پوری زندگی اس امر کا نمونہ ہے کہ مسلم معاشروں میں اہل علم کا کیا کردار ہونا چاہئے اور عام مسلمانوں کے عقائد ونظریات اور جذبات واحساسات کی اصلاح کے لئے کن خطوط پر کس طرح خدمات انجام دی جاسکتی ہیں۔ اللہ رب العزت حضرت خواجہ خان محمدؒ کی خدمات کو جاری وساری رکھے۔ انہیں آخرت کے بلند مراتب سے نوازے اور ہمیں ان کی صحیح پیروی نصیب فرمائے۔ آمین! (روزنامہ اسلام ملتان ۷؍مئی ۲۰۱۰)

موت العالم موت العالم

ممتاز عالم دین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر خواجہ خان محمدؒ گزشتہ روز ۹۰ ؍سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! ان کی وفات حسرت آیات پر میاں نواز شریف، شہباز شریف، مولانا فضل الرحمٰن، سید منور حسن، چوہدری شجاعت حسین اور پرویز الٰہی کے علاوہ ملک کے متعدد علمائے کرام اور مذہبی وسیاسی قائدین نے گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری زندگی تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ دنیا بھر میں ان کے عقیدت مندوں کی بڑی تعداد موجود ہے۔ مولانا مرحوم نے عالمی اور علاقائی سطح پر بھی تحفظ ختم نبوت کی متعدد کانفرنسوں سے خطاب کیا۔ وہ عالم اسلام کا ایک قیمتی اثاثہ تھے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ ان کی وفات سے بلاشبہ پاکستان ہی نہیں بلکہ عالم اسلام ایک عظیم روحانی شخصیت اور عالم دین سے محروم ہوگیا ہے۔ مرحوم کے پسماندگان میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی توفیق بخشے اور مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

(روزنامہ جنگ ملتان ۷؍مئی ۲۰۱۰ء)

موت العالم موت العالم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر عالم اسلام کی روحانی شخصیت حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ طویل علالت کے بعد ۹۰ رسال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آپ ۱۹۲۰ء کو میانوالی کے نواحی قصبہ موضع ڈنگ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے جید علماء سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۵۶ء کو خانقاہ سراجیہ کے جانشین مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۷ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر بنے اور تادم مرگ اس عہدے پر فائز رہے۔ دنیا بھر میں ختم نبوت کے دفاتر قائم کئے۔ لوگوں کو فتنہ قادیانیت سے محفوظ رکھنے کے لئے کوششیں کرتے رہے۔ ہزاروں قادیانیوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ تصوف کے چاروں سلسلوں نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں آپ بیعت کرتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ ختم نبوت کی تحریکوں میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور متعدد مرتبہ قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ساری زندگی مکین گنبد خضراء کی نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے گزاری۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جس کے تحت قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں لکھ سکتے آپ کی کوششوں سے نافذ ہوا۔ عارضی مسکن میں ایک بیٹی اور پانچ بیٹوں سمیت لاکھوں محبین کو سوگوار چھوڑ کر ابدی مسکن کی جانب کوچ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را! (روزنامہ نوائے وقت ملتان ۷رمئی ۲۰۱۰ء)

مولانا خواجہ خان محمدؒ کا سانحہ ارتحال

برصغیر پاک وہند میں اشاعت اسلام میں بزرگ اولیاء اللہ اور خانقاہوں میں بیٹھے صوفیائے کرام کا کردار بہت بلند ہے کہ انہوں نے اپنے قول وفعل اور کردار کے ذریعے کروڑوں انسانوں کو دین اسلام سے روشناس کرایا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ برسوں پرانی روایت کے سچے امین تھے۔ اپنے دور کے تمام اہل علم خواجہ خان محمدؒ سے محبت فرماتے اور تمام اہل فضل ودانش ان کا دم بھرتے تھے۔ آپ کی شخصیت مرجع خلائق تھی۔ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا سے علم وفضل اور تصوف وسلوک کے پیاسے آپ کے گرد جمع ہو کر اپنی پیاس بجھاتے۔ آپ کا حلقہ ارادت پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ بڑے بڑے اہل علم آپ سے ملاقات کو ایک شرف سمجھتے۔ آپ اپنے زمانے کی تمام تحریکات کے سرپرست سمجھے جاتے تھے۔ خاص طور پر مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا تھا۔ خواجہ خان محمدؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور پھر باضابطہ امیر مرکزیہ بھی رہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات سے عظیم روحانی، خانقاہی نظام کی مسند اداس ہوگئی ہے۔ یہ کہنا کہ آپ کا خلا مدتوں بعد پورا ہوگا نامناسب بات ہے۔ کیونکہ حضرت خواجہ صاحبؒ کو جو قبولیت عامہ حاصل ہوسکی شاید ہی کسی کو حاصل ہوسکے۔ ایک عرصہ سے ضعف بڑھ رہا تھا۔ پھر بھی تشنگان سلوک کی رہنمائی کرتے رہے اور بیحد تکلیف کے باوجود باہر سے آنے والوں کی ملاقات حتی الامکان بند نہ ہوئی۔ آپ نے تمام زندگی مصروف ترین گزاری۔ خانقاہ شریف میں آنے والے معتقدین کو بھرپور توجہ سے نوازا۔ گزشتہ ہفتے ۲۷ راپریل کو اچانک طبیعت خراب ہونے پر آپ کو ملتان ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ پانچ مئی کی شام کو اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را! (روزنامہ خبریں ملتان ۷رمئی ۲۰۱۰ء)

خانقاہ سراجیہ کے معمولات!

مولانا محمد علی صدیقی

۵رمئی ۲۰۱۰ء بمطابق ۲۰رجمادی الاوّل ۱۴۳۱ھ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ اور خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اپنی زندگی کے ۹۳ سال مکمل کر کے اللہ کے حضور سرخرو ہو کر اس دنیا فانی سے چلے گئے۔ حضرت اقدسؒ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امین اور عقیدہ ختم نبوت کے سلسلہ میں چلنے والی تحریک کے اس دور میں مرکزی کردار تھے۔ تمام مکاتب فکر کے حضرات حضرت اقدسؒ کو محبت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضرت اقدسؒ کی اسلامی سال کے مطابق ۱۳۳۸ھ بمطابق ۱۹۲۰ء میں ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کے والد ملک خواجہ عمرؒ، بانی خانقاہ سراجیہ، حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان کے چچازاد بھائی تھے اور حضرت خواجہ سراج الدین موسیٰ زئی شریف سے بیعت تھے۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ بڑی محبت سے نکا مرید فرماتے تھے۔ ۱۹۱۸ء میں خانقاہ سراجیہ کندیاں کی بنیاد حضرت ابوالسعد احمد خانؒ نے رکھی۔ گو یہ ایک بظاہر جنگل کا علاقہ تھا۔ لیکن جنگل میں منگل کا ساماں پیدا ہو گیا۔

حضرت اقدسؒ کو آپ کے والد بزرگوار سے بڑے حضرت مولانا احمد خانؒ نے مانگا اور پھر آپ کی خوب تعلیم اور تربیت کی اور اپنی دامادی کا شرف بھی بخشا۔ خانقاہ سراجیہ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں الحمدللہ! ایک مقام حاصل ہے۔ اس خانقاہ کے تمام حضرات خواہ حضرت مولانا احمد خانؒ ہوں، خواہ مولانا محمد عبداللہؒ ہوں یا حضرت اقدس حضرت خواجہ خان محمدؒ صاحب۔ سلوک اور تصوف کے ساتھ ملک میں تمام دینی تحریکات میں اہم کردار کی حامل رہے ہیں۔

حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کی زندگی میں امامت اور ختم خواجگان کے معمولات حضرت والا کے سپرد تھے۔

خانقاہ سراجیہ میں حضرت اقدسؒ جب تک صحت سے رہے تمام نمازوں کی امامت خود فرماتے تھے اور ختم خواجہ خواجگان پڑھاتے۔ فجر کی نماز کے بعد ختم خواجگان اور اس کے بعد اشراق تک مراقبہ۔ کسی مہمان نے بیعت ہونا ہوتا اس کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت فرماتے۔ روحانی اسباق جس نے آگے سبق لینا ہوتا وہ لیتا۔ اس کے بعد اشراق کی نماز ادا فرما کر کچھ دیر حجرہ مبارک میں قیام فرماتے۔ مہمان حضرات کا ناشتہ آ جانے کے بعد آپ گھر تشریف لے جاتے۔ ناشتہ تمام اہل خانہ کے ساتھ فرماتے اور اس کے بعد کچھ دیر آرام اور گھر میں مستورات باہر سے آئی ہوتیں تو گھر کی مستورات ان کی معروضات عرض کرتیں۔ آپ ان کو دعائیں دیتے۔

ساڑھے نو بجے کے بعد باہر تشریف لاتے اور تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک عام محفل ہوتی۔ ہر آنے والے کی خیریت دریافت فرماتے اور اس کی معروضات انتہائی توجہ سے سنتے اور اس کو دعائیں دیتے۔ اس دوران خطوط کے جوابات ازخود لکھتے۔ تمام خطوط خود پڑھتے۔ ساڑھے بارہ بجے گھر تشریف لے جاتے۔ گھر کے معمولات کے بعد ظہر کی نماز پر تشریف لاتے۔ نماز ادا کرنے کے بعد ختم خواجگان کا معمول ہوتا۔ اس کے بعد حجرہ میں ایک ڈیڑھ گھنٹہ

تشریف فرما ہوتے۔ اس کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور عصر کی نماز پر تشریف لاتے۔ نماز مسجد میں ادا فرماتے۔ پھر ختم خواجگان ہوتا اور مغرب تک حجرہ میں قیام فرماتے اور آنے والے تمام احباب کی فرداً فرداً خیریت دریافت فرماتے۔ مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور پھر عشاء پر تشریف لاتے نماز ادا فرماتے اور اس کے بعد ڈیڑھ سے دو گھنٹہ حجرہ میں تشریف فرما ہوتے۔ یوں ۱۳۶۰ھ سے ۱۴۳۱ھ تک نصف صدی تک خانقاہ سراجیہ مین فیض عام احسان وسلوک تقسیم ہوتا رہا۔

رمضان المبارک کے معمولات میں پوری رات کا قیام ہوتا تھا۔ ۲۰ تراویح میں تین پارے تلاوت کئے جاتے تھے۔ سردی کا موسم ہو یا گرمی کا۔ خانقاہ سراجیہ کی رمضان کی بہاریں دیکھنے والی ہوتی تھیں۔ سینکڑوں سالکین خانقاہ میں قیام کئے ہوتے تھے۔ تمام نمازوں میں سے فجر، ظہر، عصر کے بعد ختم خواجگان ہوتا اور فجر، ظہر اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نہ کوئی تصوف کی کتاب مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کا سبق ہوتا۔ اکمال الشیم کا درس ہوتا اور حضرات کے ساتھ خصوصی طور پر حضرت صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کے ذمہ کوئی نہ کوئی کتاب ضرور ہوتی۔ تراویح میں چار رکعتوں میں جتنا وقت صرف ہوتا اس کے بعد اتنی دیر مراقبہ ہوتا اور پھر چار رکعتیں پڑھی جاتی۔ یوں عشاء کی نماز سے شروع ہونے والی عبادت سحر تک جاری رہتی اور قیام اللیل کے ساتھ اشراق کے بعد تمام مہمان آرام کرتے۔ اس کے باوجود حضرت اقدسؒ کے معمولات میں کوئی فرق نہ آتا۔ فجر کے بعد بھی سالکین کے ساتھ بیٹھنا اور دن میں دس بجے کے بعد بارہ بجے تک اور پھر ظہر کے بعد ایک گھنٹہ، عصر کی نماز کے بعد مغرب تک اور عشاء کے بعد سحر تک مسجد میں اور ہر چار تراویح کے بعد مراقبہ کے معمولات۔

خانقاہ سراجیہ چونکہ دیہات میں واقع ہے۔ بڑی عالی شان مسجد، دیہات میں ہونے کی وجہ سے جمعہ کی نماز فرض نہیں۔ خانقاہ سراجیہ کے اردگرد اٹامک انرجی کی وجہ سے آبادی کا قیام عمل میں آیا۔ کچھ احباب کے دل میں خیال آیا کہ خانقاہ شریف میں جمعہ ہونا چاہئے اردگرد آباد ہونے والے بھی اکثر حضرت اقدسؒ کے آبائی گاؤں ڈنگ کھولہ کے حضرات تھے۔ آبادی کافی بڑھ گئی۔ کچھ مزید مساجد کا قیام عمل میں آیا۔ مسئلہ حضرت اقدسؒ کے سامنے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ حضرت مفتی عطاء محمد چودھوان والوں کو دعوت دیں۔ وہ علاقہ دیکھیں۔ اگر فتویٰ دیں تو جمعہ شروع کردیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ تشریف لائے۔ راقم بھی اس وقت خانقاہ شریف میں ادنیٰ درجہ کا طالب علم تھا۔ موقع دیکھا تو حضرت مفتی عطاء محمد صاحبؒ نے فرمایا کہ نئی آبادی میں جمعہ ہوگا۔ خانقاہ سراجیہ کی مسجد میں نہیں۔ اس لئے کہ نئی آبادی کسی طرف سے خانقاہ سراجیہ سے منسلک نہیں ہوتی ہے۔ خانقاہ سراجیہ کے اردگرد جو زمین ہے۔ وہ بڑے حضرت مولانا احمد خانؒ کی ذاتی ہے اور ان کی اولاد نے کسی طرف سے اس کی فروخت نہیں کی تھی۔

خانقاہ سراجیہ کے متصل شروع سے مدرسہ عربیہ سعدیہ بھی چلا آرہا ہے۔ جہاں احسان وسلوک کے ساتھ ساتھ علم نبوی کی پیاس کو بجھانے کا بہت ہی اچھا انتظام ہے۔ حضرت اقدسؒ نے یکے بعد دیگرے دو نکاح کئے۔ پہلا نکاح حضرت مولانا ابوالسعد احمد خانؒ کی صاحبزادی سے ہوا۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے عطاء فرمائے۔ بالترتیب صاحبزادہ عزیز احمد، صاحبزادہ خلیل احمد (موجودہ سجادہ نشین)، صاحبزادہ رشید احمد۔

پہلی اہلیہ کے انتقال کے بعد تجرد کا ارادہ فرمالیا تھا۔ مگر ارادت مندوں کے اصرار پر حضرت مولانا ابوالسعد

احمد خانؒ کی پوتی سے نکاح ثانی فرمایا۔ جس سے صاحبزادہ سعید احمد اور صاحبزادہ نجیب احمد عطاء ہوئے اور الحمدللہ تمام بھائیوں میں محبت مثالی ہے۔ حضرت اقدسؒ کی علالت پر سب بھائیوں نے اپنے آپ کو حضرت اقدسؒ کی خدمت کے لئے وقف کردیا تھا۔

حضرت اقدسؒ نے صاحبزادہ عزیز احمد کی تمام تر صلاحیتوں کو عقیدہ ختم نبوت کی طرف لگا دیا تھا۔ اندرون اور بیرون ممالک سفر میں اپنے ساتھ رکھا اور کہیں سفر نہ ہوسکا۔ حضرت صاحبزادہ عزیز احمد وہاں تشریف فرما ہوتے۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ حضرت اقدس موجود ہیں اور اس کے ساتھ بنگلہ دیش کی خانقاہ حضرت صاحبزادہ عزیز احمد کے سپرد ہے۔ حضرت اقدسؒ نے دوسرے نمبر پر صاحبزادہ خلیل احمد کو خانقاہ کے امور میں لگائے رکھا۔ اپنی عدم موجودگی میں طالب علمی دور سے مصلیٰ امامت، حضرت مولانا خلیل احمد کے سپرد اور اس کے ساتھ ختم خواجگان کی بھی اجازت اور یوں خیال ہے کہ اپنے نام کے ساتھ ابوالخلیل کی نسبت لگا کر بتا دیا تھا کہ خلیل احمد میرا جانشین ہوگا اور یوں ۶ رمئی بعد نماز ظہر حضرت اقدسؒ کی نماز جنازہ بھی حضرت مولانا خلیل احمد کے حصہ میں آئی۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کی اقتداء میں حضرت والا کی نماز جنازہ ادا کی۔

صاحبزادہ رشید احمد نے حضرت اقدسؒ کی اجازت سے ملتان دفتر ختم نبوت میں تین ماہ کا ردقادیانیت کورس کیا اور اس کے بعد لاہور میں مرکز سراجیہ کی بنیاد رکھی اور حضرت اقدس کی نگرانی میں کام شروع ہوا۔ باقی حضرت صاحبزادہ سعید احمد اور صاحبزادہ نجیب احمد خانقاہ سراجیہ میں ہی امور سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس خانقاہ سراجیہ کو تا قیامت سلامت با کرامت رکھے۔

تونسہ شریف میں حضرت والا کو خراج تحسین

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کے امیر مولانا عبدالعزیز لاشاری نے ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ تحریک ختم نبوت کے کاز پر کام کرنے والی تمام جماعتوں کے سرپرست اعلیٰ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد صاحبؒ کی انتقال کی خبر سنتے ہی لوگ دیوانہ وار قافلوں کی صورت میں خانقاہ سراجیہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ ریتڑہ، ٹبی قیصرانی، وہوا، کوٹ قیصرانی، ڈیرہ غازیخان سے مولانا عبدالعزیز لاشاری، صاحبزادہ عبدالرحمٰن غفاری، مولانا محمد رمضان، قاری محمد اسلم، مولانا غلام فرید، مولانا عبدالغفور گورمانی، مولانا امان اللہ کوٹ قیصرانی، مولانا محمد اقبال مبلغ ختم نبوت کی قیادت میں ایک ہزار آدمیوں نے جنازہ میں شرکت کی ہے۔ مولانا لاشاری نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ جنازہ کے لئے ۱۳۵ ایکڑ زمین تیار کی ہوئی تھی۔ جو جنازہ سے پہلے ہی بھر چکی تھی۔ دارالعلوم دیوبند سے نوے علماء کرام کے ایک وفد نے جنازہ میں شرکت کی۔ اجمیر شریف کی درگاہ عالیہ سے دس رکنی وفد جنازہ میں شریک ہوا۔ اندرون وبیرون ملک خواجہ صاحب کے پچیس لاکھ مرید شمار کئے جاتے ہیں۔ موسم کی بہاریں، ضلع ڈیرہ غازیخان کی دینی قیادت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن غفاری، مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا محمد اقبال مبلغ ختم نبوت نے صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد، خواجہ خلیل احمد کی قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے کہا کہ انشاء اللہ العزیز صاحبزادہ مولانا خلیل احمد مدظلہ کی قیادت خانقاہ سراجیہ اپنے جوبن کو برقرار رکھے گی۔

ایک اور مرزا غلام احمد قادیانی؟

مولانا اللہ وسایا

انگریز کے عہد اقتدار میں قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور موجودہ بھارتی پنجاب میں ۱۸۴۰ء میں ایک شخص پیدا ہوا۔ جس کا نام مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ بڑے ہو کر اس نے انگریز کی حمایت میں کتابیں تصنیف کیں جن سے پچاس الماریاں بھر سکتی تھیں۔ پچاس گھوڑے اس کے باپ نے انگریز فوج کو گفٹ میں دیئے۔ پچاس سوار بھی ساتھ تھے۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی جدی پشتی طور پر انگریز کا زلہ خوار اور نمک پروردہ تھا۔ اس نے انگریزی حکومت کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح فرض قرار دیا۔ خود کو انگریز کا ''خود کاشتہ پودا'' قرار دیا۔ ملکہ وکٹوریہ کے وجود کو زمین کا نور قرار دیا اور خود کو آسمانی نور قرار دیا۔ اسی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ تمام مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے انہیں کافر قرار دیا۔ مرزا قادیانی نے اپنی بیوی کو ام المومنین کہا۔ اپنے خاندان کو اہل بیت اور اپنی اولاد کو پنج تن قرار دیا۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے کنجریوں کی اولاد، اپنے مخالفین کو ولد الحرام کہا۔ غرض مرزا قادیانی ایک ایسا ملعون شخص تھا۔ جو خالصتاً انگریزی حکومت کے مفادات کے لئے امت مسلمہ کی وحدت کو عمر بھر پارہ پارہ کرتا رہا۔ مار آستین بن کر اس نے امت مسلمہ کے زخمی وجود پر اپنے زہر بھرے ایسے ایسے ڈنگ مارے کہ جس سے امت مسلمہ نیم جان ہوگئی۔ اس ملعون مرزا قادیانی نے اپنے ایک مخالف مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور اپنے ایک سابقہ (نام نہاد) صحابی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو چیلنج دیا کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا مر جائے گا۔

خدا کا کرنا ایسے ہوا کہ اپنے کذب میں مرزا قادیانی سچا نکلا کہ اپنے دونوں مخالفوں کی زندگی میں خود مر کر اپنے کذب پر مہر لگا گیا۔ مرزا قادیانی کی موت اس کے اپنے خسر نواب میر ناصر کی تحریر کے مطابق وبائی ہیضہ سے ہوئی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی دوسری بیوی نصرت جہاں نے اپنے بیٹے بشیر احمد کو کہا کہ تمہارے ابو کو کھانا کھاتے وقت قے آئی پھر دست آیا۔ پھر قے ودستوں کے دورے شروع ہوئے تو ایسی حالت میں قضائے حاجت کر کے اٹھے تھے کہ نیچے گر گئے۔ اس حالت میں مرزا قادیانی مرا۔ مرا لاہور میں، دفن ہوا قادیان میں۔ یہ سینئر مرزا قادیانی کا مختصر تعارف تھا۔

اب حال ہی میں ایک اور جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی نے خروج کیا ہے۔ یہ سینئر مرزا غلام احمد قادیانی کا پڑپوتا ہے۔ اس کا نام بھی جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ۲۸ مئی ۲۰۱۰ء کو لاہور میں قادیانی مراکز پر حملہ ہوا۔ جسے خود حکومتی حلقوں نے دہشت گردی قرار دیا۔ ملزم گرفتار بھی ہوئے۔ ان سے باز پرس جاری ہے۔ خدا کرے حکومت ملزمان سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں سازش کو بے نقاب کرے۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس، تحفظ ناموس رسالت قانون کو ختم کرنے کے لئے قادیانی لابی مدت سے لابنگ کر رہی ہے۔ بعض مقامات پر خود ساختہ مظلومیت کے نام پر اس نے یورپی ممالک سے سیاسی پناہ کے نام پر ویزے بھی حاصل کئے۔ اب قادیانی جماعت نے نام نہاد مظلومیت کے نام پر اپنے کاروبار کو مندے میں مبتلا ہوتے

دیکھا۔ تو اس وقوعہ کو تخلیق کیا گیا۔ گڑھی شاہو میں جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو پاکستان میں قادیانی جماعت کا ڈائریکٹر بھی ہے۔ گویا یہ سہ آتشہ ہے:

۱...... قادیانی مغل فیملی کا فرد ہے۔ یعنی مغل بچہ ہے۔

۲...... قادیانی جماعت پاکستان کا ڈائریکٹر ہے۔

۳...... نام بھی خیر سے مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ اس نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چند نکات اٹھائے۔ آج کی مجلس میں انہیں زیر بحث لانا مطلوب ہے۔ جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو سوالات اٹھائے ہیں۔ وہ یہ ہیں:

سوال نمبر۱...... ہم قرآن کو آخری کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں اور قرآن وحدیث پر عمل کو فرض سمجھتے ہیں۔

جواب...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ان حوالہ جات پر توجہ فرمائی جائے:

۱...... ''میں اللہ تعالیٰ کی وحی سے جو سنتا ہوں۔ اسے تمام خطاؤں سے پاک جانتا ہوں۔ قرآن کی طرح تمام خطاؤں سے میری وحی پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے۔'' (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۲...... ''مرزا قادیانی نے اپنے الہاموں کے بارہ میں لکھا ہے کہ: ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان تمام الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

۳...... ''سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان نے اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۴...... ''ہمارا (مرزا قادیانی کا) دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ (ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

۵...... ''خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

(اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

ان حوالہ جات کو بار بار پڑھیں کہ جو شخص رحمت دو عالم ﷺ کے بعد اپنے لئے وحی نبوت کے اجراء کا مدعی ہو، اپنی وحی کو قرآن مجید کے ہم پلہ قرار دے، اپنے نبی ورسول ہونے کا مدعی ہو، اس کے ماننے والے کہیں کہ ہم قرآن مجید کو آخری کتاب اور رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی سمجھتے ہیں۔ اس قسم کا دعویٰ سوائے امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ جونیئر مرزا قادیانی بھی سینئر مرزا قادیانی کی طرح دجل وتلبیس کی راہ اپنائے ہوئے ہے۔

سوال نمبر۲...... کوئی کسی کو غیر مسلم قرار نہیں دے سکتا۔

جواب...... خوب کہی۔ لیکن اس کا کیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر، جہنمی اور غیر مسلم کہا ہے۔ ذیل کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

۱...... ’’ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

۲...... ’’جو شخص تیری (مرزا قادیانی کی) پیروی نہیں کرے گا اور تیری (مرزا کی) بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔‘‘ (تذکرہ طبع۳ ص۳۳۶)

۳...... ’’ہر ایک شخص جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانا، چاہے مرزا قادیانی کا نام بھی نہ سنا ہو وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (آئینہ صداقت ص۱۳۵ از مرزا محمود)

ان حوالہ جات کو بار بار پڑھا جائے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر بلکہ پکا کافر اور جہنمی قرار دیتا ہے۔ ہاں! اگر پاکستان کی پارلیمنٹ، عدالت عظمیٰ، رابطہ عالم اسلامی، دارالافتاء کے مفتیان کرام، مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دیں تو ان کو یہ حق حاصل نہیں۔ اس قادیانی ڈائریکٹر سے کوئی پوچھے کہ یہ دوہرا معیار کیوں۔ گویا قادیانیوں کو حق حاصل ہے کہ وہ پوری امت محمدیہ کو کافر قرار دیں۔ لیکن امت محمدیہ، اسلامی مملکت، اسلامی عدالت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو خلاف اسلام عقائد رکھنے پر امت محمدیہ کا حصہ نہ سمجھیں اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیں۔ اس فلسفہ سے اگر وہ چاہتے ہیں کہ دنیا کی آنکھوں میں مٹی ڈال سکیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔

سوال نمبر۳...... ہمارے خلاف قتل کے فیصلے دینے والے سال میں بڑے بڑے جلسے کرتے ہیں۔ ہمیں اجازت نہیں دی جاتی۔

جواب...... پہلے تو اس دجل کا پردہ چاک ہونا چاہئے کہ قادیانیوں کے قتل کے فتوے دیئے جاتے ہیں؟ اس بات میں بھی قادیانی ڈائریکٹر نے معاملہ کو خلط کرنے کی کوشش کی ہے۔ مرتد کی سزا شریعت میں قتل ہے۔ جب اس مسئلہ کو بیان کیا جاتا ہے تو اس کا قطعاً یہ مقصد نہیں ہوتا کہ جو مرتد ملے اسے پبلک قتل کردے۔ جیسے ۳۰۲ کی سزا موت ہے۔ تو کیا پبلک کے ہر آدمی کو اس سزا کے نافذ کرنے کا حق ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب کوئی قانون دان کہتا ہے کہ دفعہ ۳۰۲ کی سزا سزائے موت ہے تو وہ دہشت گردی کی تبلیغ نہیں کررہا بلکہ تعزیرات پاکستان میں موجود قانون کی تشریح کررہا ہے۔ اسی طرح کوئی صاحب کہے کہ مرتد کی سزا قتل، تو بھی شریعت کی ایک تعزیر کا بیان ہے۔ نہ کہ دہشت گردی کی تبلیغ۔ جیسے قاتل کے خلاف کیس درج ہوتا ہے۔ گواہ بھگتتے ہیں۔ عدالت سزا دیتی ہے۔ حکومت عمل کرتی ہے۔ اسی طرح جہاں اسلامی حکومت و اسلامی عدالت ہو وہاں بھی کوئی ارتداد کا جرم اختیار کرے تو اس کے خلاف کیس درج ہوگا۔ گواہ بھگتیں گے۔ پھر اسلامی عدالت سزا دے گی اور حکومت عمل کرے گی۔ اس ایک شرعی مسئلہ کی بحث کو یوں تحریف کرکے اشتعال انگیز بنا کر خودساختہ مظلومیت اختیار کرنا یہ قادیانی دجل کا شاہکار ہے اور بس۔ پھر ان کا یہ کہنا کہ ہمیں جلسہ کی اجازت نہیں دی جاتی۔ گویا انہیں اجازت دی جائے کہ وہ کھلے بندوں جلسہ عام میں مرزا قادیانی کو نبی ورسول کہیں۔ اس کے دیکھنے والوں کو صحابی کہیں۔ مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین کہیں۔ اپنے مذہب قادیانیت کو اسلام قرار دیں اور اسلام کو کفر قرار دیں۔ مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو مسلمان کہیں اور محمد عربی ﷺ کی امت کو کافر قرار دیں۔ اگر وہ اس تبلیغ کا حق مانگنا چاہتے ہیں تو حق مانگنے سے پہلے وہ اپنے دماغ کا معائنہ کرالیں تو بہتر ہوگا۔

سوال نمبر۴...... ہم (قادیانی) مسلمان ہیں۔

جواب...... اس کا جواب حکومت کے ذمہ ہے کہ آئین کہتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے کافر ہیں۔ ایک شخص علی الاعلان آئین سے بغاوت کا ارتکاب کر کے کہتا ہے کہ ہم قادیانی مسلمان ہیں۔ پہلے یہ خدا اور اس کے رسول کے باغی تھے۔ اب یہ کہہ کر وہ آئین پاکستان سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ قادیانیوں کی انہیں اشتعال انگیزیوں نے ملک عزیز کے سکون کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ کیا حکومت اپنی ذمہ داری کو پورا کر کے ان قادیانیوں کو قانون کا پابند بنائے گی؟۔ جونیئر مرزا قادیانی کے سوالات کے جوابات جو ہمارے ذمہ تھے۔ وہ آپ نے ملاحظہ کئے۔ اب اس ایک حوالہ کو بھی پڑھ لیا جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ: ''اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

اس حوالہ میں ظل و بروز کی آڑ میں مرزا قادیانی خود کو محمد قرار دے رہا ہے۔ اگر جعفر زٹلی مرزا محمود کو کہے کہ میں ظلی طور پر غلام احمد ہوں۔ اس لئے مجھے اپنا باپ تسلیم کرلو تو یہ انتہائی کمینی حرکت ہے اور مرزا قادیانی کہے کہ میں ظلی طور پر محمد و احمد ہوں۔ میرا دعویٰ نبوت کچھ نہیں۔ میرا نفس درمیان میں نہیں۔ بلکہ میں محمد ہو کر ہی آیا ہوں۔ تو کیا یہ کمینی حرکت نہیں؟۔ قادیانیت وہ کفر ہے جس کی بنیاد ہی رحمت دو عالم ﷺ کی اہانت پر رکھی گئی ہے۔ قادیانیت سے بچنا اور امت کو بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ لاہور کا سانحہ پاکستان و اسلام کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ قادیانی ڈائریکٹر کی پریس کانفرنس اسلامیان ملک کو خون میں رلانے اور آئین پاکستان کی بغاوت ہے۔ پس ہمارے نزدیک دونوں قابل مذمت ہیں۔

تعزیتی جلسہ

گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے زیر اہتمام جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن میں قاری مشتاق احمد رحیمی کی صدارت میں حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کی وفات کا سانحہ عظیم ہے۔ اجلاس میں حضرت خواجہ خان محمد صاحبؒ کے لئے دعاء خیر کی گئی۔ اللہ رب العزت انہیں اعلیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائے اور ہمیں ان کے مشن پر قادیانیت کا تعاقب بڑھ چڑھ کر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ مولانا سید زہیر شاہ ہمدانی، قاری حبیب اللہ قادری، چوہدری فضل حسین، حاجی محمد شفیع مغل، مولانا مختار احمد، مفتی عبدالعزیز، قاری بشیر احمد عثمانی، قاری محمد اصغر، قاری احسان اللہ رحیمی، مولانا عبدالحفیظ کھوکھر، میاں محمد معصوم انصاری، حاجی شبیر احمد مغل، مولانا عبدالغنی، مولانا محمد قاسم، مولانا عطاء الرحمٰن، قاری محمد ابراہیم منیر، قاری نور محمد شاکر، مولانا غلام مصطفیٰ، حافظ محمد اشرف اٹھوال، مولانا قاری عبدالمنان، مولانا اسد اللہ نعمانی، قاری محمد رفیق نفیسی، ماسٹر پرنسپل عبدالجبار باری، مولانا ابوسفیان، مولانا طفیل احمد رشیدی، مولانا عبدالرزاق مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علاوہ کافی شرکاء نے اجلاس میں شرکت کی۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے وفد کی خانقاہ سراجیہ آمد صاحبزادگان سے تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کا ایک وفد سندھ کے امیر علامہ احمد میاں حمادی صاحب کی زیر قیادت قائد تحریک ختم نبوت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے انتقال پر خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف پہنچا۔ وفد میں مفتی حفیظ الرحمان رحمانی، مفتی امان اللہ بلوچ، مفتی محمد طاہر مکی، حافظ محمد زاہد حجازی، ماسٹر شاہنواز ابڑو، منور حسین قریشی، حاجی گلزار چانگ سمیت دیگر رہنما شامل تھے۔ وفد نے خانقاہ پہنچ کر صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، صاحبزادہ مولانا خلیل احمد اور صاحبزادہ نجیب احمد سے امیر محترم کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ان کے انتقال سے نہ صرف خانقاہ وصاحبزدگان بلکہ پوری جماعت یتیم ہوچکی ہے۔ تعزیت کے بعد وفد نے امیر محترم کے مزار پر فاتحہ خوانی بھی کی۔

ردقادیانیت کورس سکھر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع معصوم شاہ مینارہ میں تین روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت آغا سید محمد شاہ، نگرانی قاری خلیل احمد کی۔ جب کہ انتظامی طور پر مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر متحرک رہے۔ کورس ۱۵،۱۶،۱۷ ؍مئی کو عصر سے عشاء تک جاری رہا۔ کورس سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاضی احسان احمد اور مفتی راشد مدنی نے خطاب کیا۔ کورس میں ڈیرہ سے دوسو تک حضرات نے شرکت کی اور نوٹس تیار کئے۔

جمعیت علماء اسلام شالیمار ٹاؤن لاہور کے زیراہتمام تین روزہ عقیدہ ختم نبوت کورس

جمعیت علماء اسلام یوسی ۱۹ کے زیراہتمام جامع مسجد غوثیہ تیزاب احاطہ میں ۱۴،۱۵،۱۶ ؍مئی بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار تین روزہ عقیدہ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا۔ تاریخوں کا اعلان ہوتے ہی جمعیت علماء اور جمعیت طلباء کے تمام ساتھیوں نے کورس کی کامیابی کے لئے انتظامات کا آغاز کردیا۔ کورس کے شرکاء کے لئے تحائف اور سندوں کا بھی اہتمام کیا گیا۔ کل آٹھ سو سندیں پرنٹ کروائی گئیں۔ کورس کا وقت بعد از مغرب تا گیارہ بجے رات مقرر کیا گیا۔ ۱۴ ؍مئی بروز جمعۃ المبارک کو مغرب کے بعد کورس کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری عمران ڈیروی نے حاصل کی۔ اس کے بعد جمعیت کے مقامی راہنما اور مدرسہ تعلیم القرآن کے مایہ ناز مدرس حضرت مولانا عبدالماجد حقانی نے ’’ختم نبوت کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں‘‘ کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ کورس کی دوسری نشست عشاء کے فوراً بعد شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری احسن فاروقی نے حاصل کی۔ اس کے بعد طاہر عبدالرزاق کا مفصل خطاب ہوا۔ آپ کا موضوع ’’مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی‘‘ تھا۔ ان کا بیان

انتہائی پرمغز اور مدلل تھا۔ان کی دعاء پر ہی پہلے دن کی نشست ختم ہوئی۔ جب کہ دعاء سے قبل سوال وجواب کی مختصر نشست ہوئی۔

۱۵ر مئی بروز ہفتہ بعداز مغرب حسب پروگرام نشست کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور نعت رسول مقبول کے بعد جامعہ عثمانیہ آسٹریلیا مسجد کے استاد محترم جناب مفتی محمد لقمان امین کا بیان ہوا۔ مفتی صاحب کا موضوع ظہور امام مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی تھا۔ مفتی صاحب نے امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی نشانیاں بتلائیں اور پھر مرزا قادیانی کے دعوؤں کے ساتھ اس کا موازنہ کیا تو مرزا قادیانی کا دجل کھل کر عوام کے سامنے آ گیا۔ عشاء کے بعد حضرت مولانا سید انیس شاہ صاحب کا بیان ہوا۔ شاہ صاحب نے حیات عیسیٰ علیہ السلام قرآن وسنت کی روشنی میں کے موضوع پر تقریباً دو گھنٹے بیان کیا۔ تیسرے دن یعنی ۱۶ر مئی بروز اتوار مغرب کے بعد جمعیت طلباء اسلام کے سابق مرکزی صدر، طلباء حافظ نصیر احمد احرار کا بیان ہوا۔ جس میں آپ نے برصغیر میں ختم نبوت کے حوالے سے چلنے والی مختلف تحریکوں کے مختصر احوال بیان کئے۔ مختصر وقت میں کئے گئے انتہائی مدلل بیان کو حاضرین نے خوب سراہا۔ اس کے فوراً بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کا بیان ہوا۔ آپ نے دوران بیان مجمع میں انتہائی جوش وخروش پیدا کر دیا اور بیان کے آخر میں حاضرین کو کھڑا کر کے ختم نبوت کا کام کرنے کا عہد لیا۔ ثانی صاحب کا بیان بھی بہت پسند کیا گیا۔ نماز عشاء کے بعد جمعیت طلباء اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل، حافظ خالد صفدر کا بیان ہوا۔ کورس کے اختتام پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب کا بیان ہوا۔ آپ نے اپنے مخصوص درد بھرے انداز میں عوام کو دعوت فکر دی اور ختم نبوت کے ڈاکوؤں سے بچنے کی تلقین کی۔ حضرت کے بیان کے بعد سندیں اور تحائف تقسیم کئے گئے اور پھر دعاء پر یہ عظیم الشان ختم نبوت کورس اپنی خوشگوار یادیں چھوڑ کر اختتام پذیر ہوگیا۔ جمعیت طلباء کے ساتھیوں رئیس محمود، خلیل اللہ، ولید، عمران صابر، اسرار محمود، احسن محمود، محسن محمود، عمران، آصف، عثمان، احمد علی، اسحاق، صبیر، طارق وغیرہ نے بھرپور محنت کی۔ اس کے علاوہ مسجد غوثیہ کے امام وخطیب مولانا یاسر جاوید صاحب لحہ بہ لحہ رہنمائی کرتے رہے۔ اس کے علاوہ جامعہ عثمانیہ آسٹریلیا مسجد کے مدرسین حضرت مولانا شاہد، مولانا نصیر احمد علی اور مولانا عزیز الرحمٰن کی دعائیں شامل حال رہیں۔ اس کورس سے تین سو سے زائد افراد نے استفادہ کیا۔

پاکستان شریعت کونسل کا تعزیتی جلسہ

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں کی وفات پر انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے الشریعۃ اکادمی گوجرانوالہ میں ۸ر مئی کو ایک تعزیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی صدارت بزرگ عالم دین مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی نے کی اور پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، جمعیت علماء اسلام (س) پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی اور الشریعۃ اکادمی کے استاذ مولانا حافظ محمد یوسف نے خطاب کیا۔ مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ ہمارے دور میں اکابر علمائے حق کی روایات کے امین اور ان کے مشن کے وارث تھے۔ جنہوں نے زندگی بھر

ملک میں قرآن وسنت کی تعلیمات کے فروغ، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور نظام شریعت کے نفاذ کے لئے جدوجہد کی اور ہزاروں علماء کرام اور مسلمانوں نے ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔

سکھر میں تعزیتی جلسہ

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر میں زیر صدارت حضرت مولانا قاری خلیل احمد، تعزیتی اجلاس ہوا۔ اجلاس میں پیر طریقت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی اور حضرتؒ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ خصوصاً حضرت قاری خلیل احمد صاحب اور پروفیسر مولانا ابومحمد صاحب نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمات کو سراہا۔ اجلاس میں مولانا محمد حسین ناصر، مولانا عبداللطیف اشرفی، آغا سید محمد شاہ، مولانا نذیر احمد عثمانی سمیت کئی ایک زعما نے شرکت کی۔

گولارچی میں حضرت قبلہؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ

مورخہ ۱۰ر مئی ۲۰۱۰ء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ قائد تحریک ختم نبوت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کی یاد میں ایک تعزیتی پروگرام بعد نماز مغرب مدرسہ دارالفرقان قاسمیہ گولارچی ضلع بدین میں منعقد کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے امیر حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی، مدرسہ دارالفرقان کے مہتمم، جمعیت علماء اسلام ضلع بدین کے راہنما مولانا فتح محمد مہری، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بدین کے مبلغ مولانا محمد یوسف سیفی، جامع مسجد مدینہ گولارچی کے خطیب مولانا ابراہیم صدیقی نے حضرت الامیرؒ کی عظیم الشان خدمات پر انہیں زبردست خراج تحسین پیش کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ ختم نبوت کا پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیا جائے گا۔ آخر میں مدرسہ دارالفرقان کے ناظم اعلیٰ مولانا جمال دین کی دعاء پر تعزیتی پروگرام ختم ہوا۔

بنوں میں شعور ختم نبوت کورس

شعور ختم نبوت کورس کا انعقاد کیا گیا جس میں عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت کے حوالہ سے ذہن سازی ملحوظ رکھی گئی۔ اس کورس کا آغاز علاقہ ہنجل امیر خان بنوں شہر سے ہوا۔ بحمد للہ! ۲۳ر مارچ سے ۲۵ر مارچ تک سہ روزہ شعور تحفظ ختم نبوت کورس اچھے نتائج کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ شرکت کرنے والے تقریباً ۲ صد تعداد کے مطابق رہے۔ کورس میں درج ذیل موضوعات رکھے گئے۔

۱...... عقیدۂ تحفظ ختم نبوت ضرورت واہمیت۔

۲...... قادیانیت، تعارف، مضر اثرات۔

۳...... ردقادیانیت اور قادیانی مصنوعات کا سوشل بائیکاٹ۔

تقریب میں بڑے بڑے علماء کرام نے شرکت کی۔ جس میں مولانا حضرت علی عثمانی خطیب بنوں فاضل دارالعلوم دیوبند اور مولانا مفتی محمد وسیم فاضل مظاہر العلوم سہارن پور اور دیگر علماء کرام نے بھی اپنی سرپرستی وشفقت سے نوازا۔

ہمارے شیخ قدس سرہ

کس سوگ کا عالم ہے کہ مغموم فضا ہے
کس شیخ کے ماتم پہ حزیں ارض وسما ہے
وہ شیخ کہ تھا حضرت لولاکؐ کا عاشق
اس شیخ کی رحلت پہ سبھی آہ وبکا ہے
مرتے ہی تو رہتے ہیں یہاں سینکڑوں انسان
پر اس کی تو رحلت پہ عجب شور بپا ہے
سو صفت کا عالم وہ تھا عارف یکتا
مولا کی محبت میں سدا مست رہا ہے
کس شان کا مرشد تھا وہ کس شان کا عالم
رخشندہ وتابندہ تو ہر اس کی ادا ہے
وہ ختم نبوت کی حفاظت کا نگہبان
کس شان سے عقبیٰ کو وہ رخصت تو ہوا ہے
کس دھوم سے نکلا تھا جنازہ تیرا گھر سے
خلقت ہے کہ انسانوں کا بہتا ہوا دریا ہے
ہر دل تیری فرقت پہ تو غمناک وپریشاں
ہر آنکھ اشکبار تو ہر لب پہ دعا ہے
اے خلق ومرت کے طریقت کے شہنشاہ
نسبت بھی تیری سنت نبوی کی ضیا ہے
رہنا ہے سدا کس نے یہاں اے میرے ہمدم
ہر چیز تو فانی ہے فقط اس کو بقا ہے
رحمت کی گھٹا برسے سدا تیری لحد پر
اے شیخ کہ خاصۂ خاصان خدا ہے

مولانا محمد یوسف مانسہرہ

۱۳۲۸ھ ۱۹۲۰ء ـــ ۱۴۳۱ھ 2010ء

زبدۃ العارفین

وقدوۃ الکاملین، شیخ المشائخ خواجہ خواجگان

مخدوم زمان، امیر ہفتم، سیدنا ومرشدنا ومخدومنا حضرت مولانا ابوالخلیل

خان محمد

نور اللہ مرقدہ وبرد اللہ مضجعہ

نُورَینْ کے مسافر

اے اللہ! ہمیں مرشد العلماء والصلحاء شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے نقش قدم پر چلا!

......وہ ولی کامل تھے جن کے ایک ہاتھ میں کتاب اللہ تھی اور دوسرے ہاتھ میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن مشعل تھی اور انہوں نے ان دونوں کی روشنی میں حیات مستعار کا سفر طے فرمایا۔

......وہ جن کے اقوال وافعال حتی کہ آبرو کے اشارے سے بھی آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی خوشبو مہکتی تھی۔

......وہ جو بندگان الٰہی کی پہلی قسم میں تھے۔ جو صبح وشام اپنے رب کی یاد میں محو تھے

اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ

......وہ جنہیں دنیا میں صرف رضائے الٰہی مطلوب ہوتی ہے اور وہ کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

......وہ جو ظاہر کے فاضل اجل تھے اور باطن کے کامل واکمل تھے۔ وہ جن کی خاموش تربیت سے زندگی کا اسلوب بدل جایا کرتا تھا۔

......وہ فرماتے تھے کہ ”جو میری خاموشی سے بھی نہ سمجھے وہ ارشاد سے کیا سمجھے گا“۔ جنہیں دیکھ کر دل میں یہ احساس اجاگر ہوتا جیسا کہ حضرت ہجویری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے

”اللہ تعالیٰ کے اولیاء وہ ہیں جن کو اللہ نے اپنی دوستی وولایت سے مخصوص کر کے ان کو ان کی طبیعتوں کی آفت اور نفس وہوا کی پیروی سے پاک اور منزہ فرمایا تاکہ ان کے تمام ارادے اللہ کے لئے ہوں اور ان کی محبت اسی سے ہو۔“

......وہ جن کی محبت بہترین ادب تھی اور حسن ادب خاص صفت وخصلت بقول حضرت ہجویری رحمہٗ اللہ

”لِاَنَّ الْمَوَدَّۃَ عِنْدَ الْاَدَبِ وَحُسْنُ الْاَدَبِ صِفَۃُ الْاَحْبَابِ“

......وہ جو شریعت پر استقامت رکھتے تھے اور ان کی مجلس میں دل کو حق تعالیٰ سے رغبت وتوجہ پیدا ہو جاتی اور ماسوا اللہ سے دل سرد ہو جاتا تھا۔

......وہ جن کی زندگی ایک طرف اپنے باطنی روحانی سفر، علماء وصلحاء، خلفاء ومتوسلین کی تربیت کے لئے وقف تھی۔ تو دوسری طرف آقائے نامدار اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے وقف تھی۔

......وہ جن کی سرپرستی میں دنیا کے پانچ براعظموں میں تحفظ ختم نبوت وتحفظ ناموس رسالت کا پیغام پہنچا۔

......وہ جنہوں نے بطرز حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ

خلوت کا دروازہ بند کر کے صحبت کا دروازہ کھول رکھا تھا ...... پیشوائی کا دروازہ بند کر کے دوستی کا دروازہ کھول رکھا تھا،

وہ جن کے طریقہ سے علم، جن کے قول سے عمل، جن کی مجلس سے فقر ملتا تھا

گریاں گریاں غریب و شاہ از غم تو

گشتگان سانحہ حضرت امیر مرکزیہ رحمہ اللہ

محمد شہاب الدین پوپلزئی ورفقاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

وما آتیکم الرسول فخذوہ | لا نبی بعدی

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

میقات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

نامور علماء و مناظرین و
ماہرین فن لیکچر دیں گے
انشاء اللہ

سالانہ نیٹ ئیت
رد قادیانیت و عیسائیت کورس

زیر سرپرستی

حکیم العصر محدث دوراں
ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس
شیخ الحدیث
مولانا **عبدالمجید** لدھیانوی صاحب
دامت برکاتہم

استاذ المحدثین
حضرت
مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب
دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ

بتاریخ
5 شعبان ۱۴۳۱ھ
بمطابق
17 جولائی 2010

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی
نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ◎ چناب نگر ضلع چنیوٹ
چناب نگر: 047-6212611
ملتان: 061-4783486

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے